میلاد النبی (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم)

منانے کے بارے میں

ایک تحقیقی مُطالعہ

چوتھا اصدار (ایڈیشن)

تالیف: عادل سہیل ظفر

فہرست مضامین

مُقدمہ

ربیع الاول اللہ کی طرف سے مقرر کردہ مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے، جِس کے بارے میں قُرآن اور سُنّت میں کوئی فضلیت نہیں ملتی، لیکن ہمارے معاشرے میں اِس مہینہ کو بہت ہی زیادہ فضلیت والا مہینہ جانا جاتا ہے اور اِس کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ اِس ماہ کی بارہ تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی، اور پھر اِس تاریخ کو عید کے طور پر "' منایا"' جاتا ہے، اور یہ "' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم "' منانے کے لیئے کیا کیا جاتا ہے وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں، سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اِس عید میلاد کی اپنی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اِس میں کیئے جانے والے کاموں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

کچھ عرصہ پہلے میں نے اِس موضوع پر ایک مضمون لکھ کر برقی ڈاک کے ذریعے نشر کیا تو چند لوگوں کی طرف سے اُس پر اعتراضات کیئے گئے اور کچھ باتیں سوالاً لکھ کر بھیجی گئی، اللہ سُبحانہ تعالیٰ کی عطاء کردہ توفیق سے میں اُن کے جواب اِرسال کیئے، مگر سوال کرنے والوں کی ہمت ساتھ نہ دے پائی اور میری طرف سے چار جوابات کی بعد ہی اُنہوں نے مزید خط و کتابت سے معذرت کر لی، بہر حال اُن کے اعتراضات کا یہ فائدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس موضوع پر علمی اور تحقیقی مواد اکھٹا کرنے کی توفیق عطاء فرمائی، اور مزید یہ کہ میں اُس تمام مواد کو ایک کتاب کی شکل میں تیار کر سکوں، جواب آپ کے ہاتھ ہے، الحمدُللہ تعالیٰ،

مُناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس "' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم "' کی تاریخ اور شرعی حیثیت کے بارے میں بات کرنے سے پہلے میں اُن لوگوں کے دلائل کا ذِکر کرتے ہوئے اُن دلائل کا جواب دوں جو لوگ "' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم "' کو ایک شرعی کام قرار دیتے ہیں اور اِسکے کرنے پر بڑے بڑے اجر و ثواب بیان کرتے ہیں۔ کافروں کی نقالی کرتے ہوئے جو لوگ یہ "' عید "' مناتے ہیں اُنکے پاس کُچھ ایسی باتیں ہیں جن کو وہ اپنی دلیل کے طور پر بیان کرتے ہیں، اور اُن باتوں کو بُنیاد بنا کر اپنی اِس "' عید "' کو نیکی اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا نام دیتے ہیں، اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیئے مندرجہ ذیل آیات، احادیث اور منطقی دلائل کا سہارا لیتے ہیں، پہلے اُن لوگوں کے دلائل کا اجمالی ذِکر کروں گا اور پھر ہر ایک دلیل کا الگ الگ جواب اِنشاء اللہ تعالیٰ، اگر کِسی پڑھنے کے ذہن و دِل میں کوئی اور سوال یا شک ہو تو بلا تردد رابطہ قائم کرے، یہ کتاب ہر مُسلمان کے لیئے ہے، جِس کا جی چاہے اِس کے نسخے کر کے اِسے تقسیم کر سکتا ہے لیکن کِسی بھی قسم کی کمی یا زیادتی کے بغیر، اللہ تعالیٰ اِسے میرے نیک اعمال میں قبول فرمائے۔

عادِل سُہیل ظفر

۱۴۲۶ / ۲ / ۲۳ ہجری

2005/04/04 عیسوی

تیسرے اصدار کا مُقدمہ

کچھ دِن پہلے ایک ویب سائٹ www.pak.net پر عید میلاد النبی کا موضوع شروع کیا گیا، میرے ایک دو مراسلات کے جواب میں کچھ بھائیوں نے وہی دلائل ارسال کیے جن کا جواب میں اِس کتاب میں تیار کر چکا تھا، پس میں نے ایک ایک دلیل اور اُس کا جواب ایک ایک مراسلے کی صورت میں ارسال کرنا شروع کر دِیا، پڑھنے والے بھائی شاید سرسری طور پر پڑھتے اور وہی دلائل جِن کے جواب بھیجتا رہا، کئی بار دہراتے رہے، اُن میں سے دو تین باتیں کچھ نئی تھیں، جِن کا ذِکر و جواب سابقہ اصدار میں شامل نہیں تھا، میں نے مُناسب خیال کیا کہ اب اِس نئے اصدار میں اُن کا جواب بھی شامل کر دوں، اور اللہ کی عطاء کردہ توفیق سے اُن کا جواب اِس تیسرے اصدار میں دلیل ۱۱، اور دلیل ۲۱ اور اُنکے جواب کی صورت میں شامل ہے،

اللہ تعالیٰ میرے اِس عمل کو قُبُول فرمائے، میری اور میرے تمام مُسلمان بھائی بہنوں کی ہدایت اور اُس ہدایت پر استقامت کا سبب بنائے، اور دِین دُنیا اور آخرت کی خیر و کامیابی کا سبب بنائے۔

عادِل سُہیل ظفر

20 / 1 /1429 ہجری

2008/01/28 عیسوی

چوتھے اصدار کا مُقدمہ

اس چوتھے اصدار میں دو محترم بھائیوں کی تجویز پر تین مضامین شامل کیے جا رہے ہیں، ان میں سے دو کی شمولیت کا مقصد اس بات کو واضح کرنا اور ان شاء اللہ سمجھنا ہے کہ عید میلادو والا یہ معاملہ اور ہر دِین سے متعلق ہر ایک معاملہ سمجھنے اور اس سے متعلقہ مسائل و احکام سمجھنے کے لیے اللہ نے ہمارے لیے کچھ کسوٹیاں مقرر فرما کر ان کے استعمال کا طریقہ بھی مقرر فرما دیا ہے،

اگر ہم دینی مسائل کو اللہ کی مقرر کردہ کسوٹیوں کے مطابق، اور اللہ کی مقرر کردہ کسوٹیوں کو اللہ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق استعمال کر کے نہ سمجھیں تو سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ملتا، جس کی ایک بڑی مثال یہی " میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم " ہے،

اور اس کے علاوہ ایسے مسائل کا ایک انبار ہے جنہیں اللہ کی مقرر کردہ ان کسوٹیوں پر پرکھنے کی بجائے فلسفے، علم الکلام، منطق، عقل، ذاتی سوچ و فکر، وغیرہ کے مطابق سمجھنے کی کوشش میں اختلافی اور گویا کہ کبھی حل نہ ہو سکنے والے مسائل بنا دیا گیا ہے،

اور تیسرے مضمون کی شمولیت کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت کا تقاضا ان کی مکمل، بلا مشروط کسی حیل و بہانے اور کسی تاویل کے بغیر اطاعت ہے، نہ کہ صرف اُن کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامین کی خلاف ورزی کرنا،

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ہر گمراہی سے محفوظ رکھے،

عادِل سُہیل ظفر

12 / 3/1431ہجری

15/02/2010عیسوی

::::::: احکام شریعت جاننے کی کسوٹیاں :::::::

بسم اللہ ، والحَمدُ للہ وَحدہُ و الصَّلاۃُ و السَّلامُ علیٰ مَن لا نبی بَعدَہُ ، امَّا بَعد ،

بہت سی عجیب و غریب عادات میں سے ایک یہ بھی ہم مسلمانوں میں داخل ہو چکی ہے کہ دِین کے معاملات اپنی اپنی طرف سے مقرر کی گئی کسوٹیوں پر پرکھ کر اپنا لیتے ہیں ، یا چھوڑ دیتے ہیں ، اپنے اپنے طریقے ، اپنے اپنے قوانین ، اپنے اپنے ڈھب و مسلک ، کے مطابق شریعت کے حکم لیے جاتے ہیں ، یا رد کر دیے جاتے ہیں ، عقائد بنا لیے جاتے ہیں ، اپنا لیے جاتے ہیں ، اور عِبادات بنا لی جاتی ہیں ، پھر اُن کے ذریعے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے عمل کیا جاتا ہے ، اور بظاہر ہر گروہ کا عنوان ، """ قران و سنّت """ ہو تا ہے ، اور اس عنوان سے مطابقت قائم رکھنے کے لیے اپنی بات ، اپنے عقیدے ، و عبادات کی لیے کوئی نہ کوئی دلیل کسی نہ کسی طرح قران و سنّت سے نکال بھی لی جاتی ہے ، اگر ہر کسی کی بات کی دلیل قران و سنت میں ہے تو پھر کہیں کوئی غلط نہیں ! اور یہ ناممکن ہے کیونکہ کسی ایک معاملے میں ، کسی ایک مسئلے کے حل میں حق دو کے پاس نہیں ہو سکتا ، پس قران و سنّت کو سمجھنے اور جاننے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک کسوٹی بھی مقرر فرمائی ہے جِسے چھوڑنے کی وجہ سے ہم لوگ بالکل بنیادی ، عقائد ، اور عِبادات میں بھی اِختلاف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ،

میں پہلے بھی کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ ، قُران اور سُنّت کو سمجھنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال و افعال کی حدود میں رہنا لازم ہے ، **خاص طور پر عقیدے اور عِبادات میں ،** اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے ہم سب کے لیے اِیمان اور فہمِ دِین کے لیے ایک کسوٹی ، اور ایک معیار مقرر فرمایا ، اور یہود و نصاریٰ کو جواب دِلواتے ہوئے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و سلم اور اُن کے اصحاب کو حکم دِیا (((((قُولُوا آمَنَّا بِاللّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ O فَإِنْ آمَنُواْ بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَواْ وَّإِن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ::: تُم سب (رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و سلم اور اُنکے ساتھی) کہو ہم اِیمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اُتارا گیا اُس پر ، اور جو اِبراہیم اور اِسماعیل اور اِسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور اِ ن کے پوتوں پر اُتارا گیا اُس پر ، اور جو کچھ دِیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں (علیہم السلام اجمعین) کو اُن کے رب کی طرف سے دِیا گیا اُس پر ، ہم نبیوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے (یعنی سب کی نبوت پر اِیمان رکھتے ہیں) اور ہم اللہ (اور اُسکے احکام) کے لیے سر نگوں ہیں O اور اگر (اِس پیغام کے بعد) یہ تُم لوگوں کی طرح اِیمان لاتے ہیں تو پھر یہ ہدایت پائے ہوئے ہیں اور اگر منہ پھیرتے ہیں تو وہ کُھلے اِختلاف میں ہیں اور جلد ہی اللہ آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و سلم) کو اِس سے کفایت فرما دے گا اور اللہ سب کچھ سننے والا اور مکمل علم رکھنے والا ہے))))) سورت البقرۃ / آیت ۱۳۷، ۱۳۶ ،

اور مزید فرمایا (((((وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيراً ::: اور ہدایت (یعنی اللہ کی طرف سے ارسال کردہ احکامات و ہدایات) واضح ہو جانے کے بعد بھی جو کوئی رسول (صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و سلم) کو الگ کرے گا اور """ المؤمنین """ (اہل سنت والجماعت کے تمام مسلکوں کا اِس پر اتفاق ہے کہ """ المؤمنین """ صحابہ رضوان اللہ علیہم ہیں تو جو کوئی اُن) کے راستے کے عِلاوہ کِسی بھی اور کی اتباع (پیروی) کرے گا تو ہم اُسے اُسی طرف چلا دیں گے جِس طرف اُس نے رخ کیا ہے اور ہم اُسے جہنم میں داخل کریں گے (کیونکہ یہ ہی اُسکے اپنائے ہوئے راستے کی منزل ہے) اور جہنم کیا ہی بُرا ٹھکانہ ہے))))) سورت النساء / آیت ۱۱۵ ،

آگے چلنے سے پہلے ، ایک گذارش ہے کہ اِس دوسری مذکورہ بالا آیت کی طرف ذرا خصوصی توجہ فرمایے کہ اِس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے دو دفعہ جمع کا صیغہ اِستعمال فرمایا ہے ، اِس لیے اگر کوئی اور اللہ تعالیٰ کا ذِکر جمع کے صیغے میں کرتا ہے تو وہ خِلاف توحید نہیں ، بلکہ اللہ کی کبریائی اور قوت و قدرت کی بڑائی اور عظمت کے لیے ہے اور اللہ کی طرف سے اجازت شدہ ہے ، جی ہاں قُران میں تو اللہ نے یہ ہی سکھایا ہے ، اب اپنی ذاتی آراء یا غیر مسلم مستشرقین کے فلسفے کو کسوٹی بنا کر یا اُس کی مدد سے قران کو سمجھا جائے تو پھر دِین میں کچھ بھی کہا اور بنایا جا سکتا ہے ، ایسی حرکات بھی اسی بات کی ایک دلیل ہیں کہ اللہ کی مقرر کردہ کسوٹیوں کو چھوڑ کر دِین کے معاملات سمجھنا

سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ،

اللہ تعالیٰ نے اُس کے احکام اور دین کے معاملات سمجھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ذات پاک کے ساتھ ساتھ اُن کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی معیار اور کسوٹی مقرر فرمایا، اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ یہود و نصاریٰ کے لیے ہے ، بلکہ ہر ایک اِنسان کے لیے کہ اگر اُس کا اِیمان و عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کی اتباع میں ہو گا تو وہ ہدایت والا ہو گا اور اگر نہیں تو وہ گمراہی والا ہو گا، اور یہ ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے ، ہر فرقہ مذہب و مسلک ظاہری طور پر قُران و حدیث کا نام لیوا ہوتا ہے ، لیکن جب اِن دنوں کو وہ اپنی عقل کے مُطابق سمجھتا اور سمجھاتا ہے ، صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال کو ترک کر دیتا ہے تو پھر وہیں پہنچتا ہے جہاں کی خبر اللہ نے اِس مندرجہ بالا آیات مُبارکہ میں فرمائی ، مزید وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی اِس معروف حدیث میں ملتی ہے کہ ((((اِنَّ بَنِی اِسرَائِیلَ افتَرَقَت علی اِحدَی وَسَبعِینَ فِرقَةً وَاِنَّ اُمَّتِی سَتَفتَرِقُ علی ثِنتَینِ وَسَبعِینَ فِرقَةً کُلُّهَا فی النَّارِ اِلا وَاحِدَةً وهی الجَمَاعَةُ ::: یقیناً بنی اِسرائیل (یہودی) ۷۱ فرقوں میں بٹے اور میری اُمت ۷۲ فرقوں میں بٹے گی ، سب کے سب فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے ، اور وہ فرقہ (جو جنّت میں جائے گا) الجماعت ہے)))) حدیث صحیح ہے اور سنن ابن ماجہ ، سنن ابی داؤد ، المستدرک الحاکم ، مُسند احمد ، سنن البیہقی الکبریٰ اور حدیث کی دیگر کتابوں میں ابوہُریرہ ، انس ابن مالک ، عبداللہ ابن مسعود ، عوف بن مالک ، معاویہ بن ابی سُفیان ، ابو اُمامہ ، عبداللہ ابن عباس ، رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کی گئی ہے ، اور المستدرک الحاکم اور سنن الترمذی کی ایک روایت میں نجات پانے والے کامیاب ہونے والے فرقے کے بارے میں فرمایا ((((مَا اَنَا عَلَیهِ وَ اَصحَابِی الیَومَ ::: جِس پر میں اور میرے صحابہ آج کے دِن ہیں)))) ، حدیث کا درجہ صحت ''' حسن ''' ہے ، (اس موضوع پر ایک تفصیلی مضمون بعنوان ''' نجات پانے والا فرقہ ، صفات اور نشانیاں ''' بھی موجود ہے) جو مندرجہ ذیل ربط سے اتارا جا سکتا ہے ،

http://www.4shared.com/file/81825628/bd452549/ferqa_2_A4_col_stmpd.html

آن لائن مطالعہ اور براہ راست گفتگو کے لیے ::: """ نجات پانے والا فرقہ ، صفات اور نشانیاں """

اپنے اس مضمون کے موضوع کی طرف واپس آتے ہوئے کہتا ہوں کہ ، اپنے عقائد اور عبادات کو قران اور صحیح ثابت شدہ سُنّت کی کسوٹی پر ، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال کی حدود میں رہتے ہوئے سمجھیے ، کوئی عقیدہ ، کوئی عِبادت اپنی مرضی سے نکالے گئے معنی و مفہوم کی بنیاد پر نہیں بنائی ، اپنائی جا سکتی ، بلکہ مکمل طور پر حرفاً حرفاً اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے اپنانا ہے ، اور اگر ایسا نہیں تو کوئی بھی اپنی کِسی بات کو صحیح ثابت کرنے لے لیے کِسی آیت یا حدیث کو اپنے معنیٰ اور مفہوم دے کر کچھ بھی جائز اور ناجائز بنا سکتا ہے ، سوچنے اور سمجھنے کی بات تو یہ ہے کہ """""" اگر اُن آیات اور احادیث کا معنیٰ و مفہوم ، مطلوب و مقصود وہ ہی ہو ، جو کوئی بھی اپنے کسی عقیدے ، یا عِبادت کی دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ، یا صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت نے اُس پر کیا اُسی طرح عمل کیا تھا جِس طرح یہ حضرات بیان کرتے ہیں ؟؟؟ اگر ہاں تو اُن کی بات ٹھیک ہوئی ، اور اگر نہیں تو کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت سے زیادہ قُران و حدیث کو سمجھنے والے ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں ؟؟؟ """""" یہ تو کوئی معیار نہیں اور نہ ہی حق گوئی ، اور نہ ہی انصاف پسندی کہ جو بات اپنے مسلک و مذہب و سوچ و فکر کے مطابق نہ ہو ، یا جس بات کا عِلمی جواب ، یعنی قران اور صحیح ثابت شدہ سنّت ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے اقوال و افعال کی روشنی میں نہ دیا جا سکے ، اُسے فرقہ واریت کے کھاتے میں ڈال دِیا جائے ، یا اسی قسم کا کوئی دوسرا الزام لگا کر بات کو بدنام کیا جائے ، اور بات کرنے والے کو بھی ،

مسلمانو ، کچھ تو خیال کیجیئے ، جو کام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت نے نہیں کیا ، جو عقیدہ اُن لوگوں نے نہیں اپنایا ، بلکہ صدیوں تک اُمت میں اُس کا نام و نشان نہیں ملتا ، اُسے اپنانا تو درست ہوا اور قران اور صحیح ثابت شدہ سنّت ، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے اقوال و افعال کی روشنی میں اپنانا غلط ہوا ، اور غلط قرار دینے کی کوئی ثابت شدہ علمی دلیل نہیں بلکہ مختلف الزامات و فلسفوں کی بنا پر قران و صحیح سنت اور فہم صحابہ رضی اللہ عنہم کو رد کیا جاتا ، اور نہ ہی اپنے خود ساختہ عقائد و عِبادات و منہج کی تاریخ پر نظر کی جاتی ہے اور نہ ہی دلائل کے فہم پر ،

اللہ ہم سب کو حق جاننے ماننے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ، والسلام علیکم و رحمۃُ اللہ و برکاتہُ ۔

::::::: اللہ کی نازل کردہ حِکمت ::: صحابہ رضی اللہ عنہم کے فہم کی حجت :::::::

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، بھائیو، ان آیات کو غور سے پڑہیے، حدیث قول، فعلی اور تقریری، کی حجت اور حیثیت اور حفاظت، اور، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فہم کی حجت و حیثیت اور صحیح حدیث میں کسی بات کی وضاحت نہ ملنے کی صورت میں ان کی اجتماعی بلاخلاف بات کی حجت کی دلیل ہیں، اور وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکمت قران کے ساتھ نازل فرمائی، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ان کو سکھائی، ان کے نفوس کی صفائی فرمائی، اور یہ چیز کسی بھی غیر صحابی کو میسر نہیں، اور اللہ کے رسول رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اللہ کی نازل کردہ حکمت سیکھے ہوئے، اللہ کے رسول رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سے بڑھ کر سوائے انبیا و رسل کے، کوئی بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بات کی مراد نہیں جان سکتا خواہ وہ پوری مخلوق میں سب سے زیادہ صاحب عقل ہو، اور خواہ کسی بھی فہم کا دعویٰ دار،

اب آپ صاحبان مندرجہ بالا باتوں کی گواہی اللہ کے کلام میں پڑہیے،

((((وَلَولاَ فَضلُ اللّہِ عَلَیكَ وَرَحمَتُہ لَھَمَّت طَّآئِفَۃٌ مُّنھُم أَن یُضِلُّوكَ وَمَا یُضِلُّونَ إِلاَّ أَنفُسَھُم وَمَا یَضُرُّونَكَ مِن شَيءٍ وَأَنزَلَ اللّہُ عَلَیكَ الكِتَابَ وَالحِكمَۃَ وَعَلَّمَكَ مَا لَم تَكُن تَعلَمُ وَكَانَ فَضلُ اللّہِ عَلَیكَ عَظِیماً ::: اور (اے رسول، صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ایک گروہ یہ ارادہ کر رہا تھا کہ آپ کو راہ (حق) سے ہٹا دے اور وہ لوگ اپنے آپ کو ہی گمراہ کرتے ہیں، اور وہ آپ کو کسی چیز میں سے نقصان نہ پہنچائیں گے (کیونکہ اللہ آپ کی حفاظت کرنے والا ہے) اور اللہ نے آپ پر کتاب (قران) نازل کی اور (اس کے ساتھ) حکمت (نازل کی) وآپ کو وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر بہت زیادہ ہے)))) سورت النساء/آیت 113،

اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قران کے ساتھ ساتھ حکمت بھی نازل فرمائی،

:::سوال::: اللہ نے یہ حکمت کیوں نازل فرمائی، اور رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کس کو براہ راست یہ حکمت سکھائی ؟؟؟

:::جواب::: اللہ تعالیٰ کا فرمان::: ((((لَقَد مَنَّ اللّہُ عَلَى المُؤمِنِینَ إِذ بَعَثَ فِیھِم رَسُولاً مِّن أَنفُسِھِم یَتلُو عَلَیھِم آیَاتِہِ وَیُزَكِّیھِم وَیُعَلِّمُھُمُ الكِتَابَ وَالحِكمَۃَ وَإِن كَانُوا مِن قَبلُ لَفِی ضَلاَلٍ مُّبِینٍ ::: یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے کہ ان میں ان کی جانوں میں سے ہی رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان (کے دل و دماغ و نفوس) کی صفائی کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب (قران) اور حکمت سکھاتا ہے اور بے شک اِس سے پہلے وہ لوگ واضح گمراہی میں تھے)))) سورت آل عمران/ 164

اور بتایا سبحانہ و تعالیٰ نے ::: ((((ھُوَ الَّذِی بَعَثَ فِي الأُمِّیِّینَ رَسُولاً مِّنھُم یَتلُو عَلَیھِم آیَاتِہِ وَیُزَكِّیھِم وَیُعَلِّمُھُمُ الكِتَابَ وَالحِكمَۃَ وَإِن كَانُوا مِن قَبلُ لَفِی ضَلاَلٍ مُّبِینٍ ::: (اللہ) وہ ہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ان میں سے ہی رسول بھیجا (جو) ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان (کے دل و دماغ و نفوس) کی صفائی کرتا ہے اور انہیں کتاب (قران) اور حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے وہ لوگ واضح گمراہی میں تھے)))) سورت الجمعۃ/آیت 6،

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا فرامین سے یہ بہت واضح ہو گیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر جو حکمت نازل فرمائی وہ انہوں نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو سکھائی، اور یہ وہ چیز ہے جو کسی غیر صحابی کو میسر نہ تھی پس کوئی بھی دوسرا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بڑھ کر درست اور ٹھیک طور پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بات کو نہیں سمجھ سکتا، لہٰذا صرف ترجموں، لغت کے قوانین اور کسی ذہانت کی بنیاد پر، قران فہمی اور تدبر ء قران کے نام پر اپنی سوچوں کے مطابق قران و حدیث کا مفہوم سمجھ کر صحیح غلط، موافق و مخالف کا فیصلہ کرنا درست نہیں،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکامات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی قولی، فعلی اور تقریری سُنّت مبارکہ اُن کے قول و فعل کے مطابق سیکھنے کی ہمت دے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اللہ کی نازل کردہ حِکمت سِکھائی، اور اللہ ہمیں ہر گمراہی سے بچائے۔

:::::: محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا تقاضا :::::::

الحَمدُ لِلّٰہِ وَحدَہُ و الصَّلاۃُ و السَّلامُ عَلیٰ مَن لا نَبِیَّ وَ لا مَعصُومَ بَعدَہُ ، وَعَلیٰ آلِہِ وَ ازوَاجِہِ وَ اصَحَابِہِ وَ مَن تَبِعَھُم بِاِحسَانٍ اِلیٰ یَومِ الدِین ،

خالص اور حقیقی تعریف اکیلے اللہ کے لیے ہے ، اور اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو محمد پر جن کے بعد کوئی نبی اور معصوم نہیں ، اور اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر ، اور مقدس بیگمات پر اور تمام اصحاب پر اور جو اُن سب کی ٹھیک طرح سے مکمل پیروی کریں اُن سب پر ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مُحبت کا تقاضا اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مکمل تابع فرمانی ہے اور اپنی زندگی کے ہر پہلو اور ہر معاملے کو اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی سُنّت سے مُزین کرنا ہے ، صِرف مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دعویٰ یہ تقاضا پورا نہیں کرتا ، بلکہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہر ایک حکم کو اسی طرح ماننا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے جس طرح اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مراد تھی ، نہ کہ اپنی عقل و خِرد کی قلابازیوں میں پیدا ہونے والی تاویلات کے مطابق ، محبت کا کوئی دعویٰ فائدہ نہیں دیتا جب تک کہ اس کی سچائی کی گواہی مُدعی کے عمل سے میسر نہ ہو ، دیکھیے کہ ہمارا دعویٰءِ مُحبت کی موافقت میں ہمارے اعمال کیا ہیں ؟

سُنیئے کہیں آپ بھی تو ایسی باتیں کرنے والوں میں سے نہیں ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے اور یہ بھی سُن رکھا کہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا ہے ، لیکن ، باقاعدگی سے نماز پڑھنا بہت مشکل ہے بہت کام کاج ہوتے ہیں ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، موسیقی اور گانے سننے میں کوئی حرج نہیں ، بلکہ میں تو موسیقی اور گانوں کے لَحن و تال پر اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نعت پڑھ یا سُن کر اپنی مُحبت کا ثبوت دیتا ہوں ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، ٹی وی میں خبریں دیکھنا ضروری ہے ، ریڈیو پر سُن کر خبر نہیں ملتی ، ڈرامے بہت تعمیری ہوتے ہیں ، معاشرتی مسائل اور خرابیوں کی نشاندہی کرتے ہیں ، فلموں میں بھی معاشرتی برائیوں کی خبر دے کر اصلاح کی تربیت دی جاتی ہے ، میری نیت ہر گز بُری نہیں ہوتی ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، راہ چلتے نظر اِدھر اُدھر ہوتی ہی رہتی ہے ، اور خوب خبر گیری کے بعد ہی پلٹتی ہے ، آخر اِرد گرد کی خبر بھی تو رکھنی ہی ہوتی ہے ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، کاروبار میں تھوڑا بہت جھوٹ بولنا ہی پڑتا ہے ، ورنہ خسارہ ہو جائے گا ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، کھڑے ہو کر کھانے پینے میں کیا حرج ہے ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، خوشی کے اظہار کے لیے ، کِسی کو شاباش دینے کے لیے تالیاں اور سیٹی بجانے میں کوئی مسئلہ نہیں ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، بلاعذر و جبر تصویریں کھینچنے کھنچوانے ، گھر ، کاروبار کی جگہ ، گاڑی وغیرہ میں تصویریں اور مجسمے سجانے کا اِس مُحبت سے کیا واسطہ ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، دِین میں کوئی نئی عِبادت یا عقیدہ بنانے کا حق دار اوروں کو بھی سمجھتا ہوں ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، یہ بھی مانتا ہوں کہ وہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم شریعت کے کچھ حکم خُفیہ طور پر کچھ خاص لوگوں کو دے گئے ہیں ، اور یہ اُن کی امانت داری پر الزام نہیں ،

::: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے ، لیکن ، یہ بھی مانتا ہوں کہ اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صفات اللہ کی صفات جیسی

ہیں،

- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، قُران کی کمائی بھی کھاتا ہوں،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، کافروں کی دیوالی کی طرح عبادت سمجھ کر چراغاں بھی کرتا ہوں
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، کافروں کی طرح دُنیاوی زندگی کی ذمہ داریاں ترک کر کے رہبانیت اختیار کرنا بھی دُرست سمجھتا ہوں
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم کے مُطابق پوری صحیح داڑھی رکھنا مشکل ہے لوگ اور خاص طور پر غیر مُسلم اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے، رشتے ملنے میں بھی مشکل ہوتی ہے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اپنی گھر کی عورتوں کو پردہ نہیں کرواسکتا لوگ دقیانوسی کہیں گے، بلکہ میں تو دینی محفلوں میں جا کر اپنی مُحبت کا ثبوت دیتا ہوں، کیا ہوا جو میرے گھر کی خواتین آدھے بازو یا بغیر بازو والے لباس میں باہر جاتی ہیں، دِین اپنی جگہ اور دُنیا اپنی جگہ،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، کافروں جیسا حلیہ اپنانا نہیں چھوڑ سکتا لوگ قدامت پرست کہیں گے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، کافروں کی معیشت، اور حرام سے ملوث معاشرت اور معیشیت نہیں چھوڑ سکتا لوگ بُنیاد پرست کہیں گے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، بات تو کرنی ہی ہوتی ہے لوگوں کی خرابیاں اور خامیاں بتانا ہی پڑتی ہیں، جو میری جماعت، مذہب، مسلک نے کہا وہ حق ہے اُس کی تبلیغ واشاعت کرنا ہی ہوتی ہے، اور مخالفین پر فتوے لگانے ہی پڑتے ہیں، اور جہاں اور جیسا موقع ملے ان کی آواز کو دبانا ہی پڑتا ہے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اپنے مذہب، مسلک، جماعت، گروہ کی تابع فرمانی نہیں چھوڑ سکتا لوگ غیر مُقلد کہیں گے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اُن صلی اللہ علیہ وسلم کے دِین کے خِلاف اُن کی اُمت کے خِلاف کام کرنے والوں کے خِلاف جہاد کا نام بھی نہیں لینا چاہتا، لوگ دہشت گرد کہیں گے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، میں پردہ کر کے پردے کی بُوبُو نہیں کہلانا چاہتی، نقاب اوڑھ کر ننجا نہیں کہلانا چاہتی،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، بغیر کسی ضرورت کے اور نرم نرم انداز و اطوار میں غیر محرموں کے ساتھ بات چیت کرنے، کام کاج کرنے میں کیا حرج ہے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، کافر، یا بازاری عورتوں جیسا حلیہ بنانے کا اِس مُحبت سے کیا واسطہ،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، مَردوں کی نقالی کرنے میں کیا مسئلہ ہے،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، چادر اور چار دیواری کی "قید" گوارا نہیں،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اپنی آزادی اور مَردوں سے برابری کا "حق" کھونا نہیں چاہتی،
- مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اگر خریداری کرتے ہوئے کچھ لوچ دار گفتگو کر کے، کچھ ناز و انداز دِکھا کر کچھ پیسے بچا لیتی ہوں تو اِس مُحبت پر کیا فرق پڑتا ہے،
- ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اُنکی شان میں گستاخی کرنے والوں کے خِلاف کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اب زمانہ

'''آزادیِ رائے''' کا ہے،

::: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے محبت ہے، لیکن، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی کرنے والے کافروں اور اُن کافروں کی حمایت کرنے والوں سے تجارت بند نہیں کر سکتے، کیونکہ اِس طرح شاید اُن گُستاخ کافروں سے زیادہ نُقصان مُسلمان تاجروں یا اُن کی تجارت سے مُنسلک مُسلمانوں کو ہو،

آج کھربوں مُسلمانوں میں لاکھوں تاجر ہیں، اور اِن میں سے چند سو ہی ایسے ہیں جنہوں نے علی الاعلان یہ کہہ کر ڈنمارک کی مصنوعات کی تجارت بند کر دی، کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی کرنے والوں سے ہم کوئی تعلق نہیں رکھیں گے، اُنہوں نے یہ سوچا کہ ہمیں کتنا نُقصان ہو گا، یہ نہیں کہا کہ مُسلمان تاجروں اور اُن کی تجارت سے مُنسلک مُسلمانوں کو شاید اُن گُستاخ کافروں سے زیادہ نُقصان ہو لہٰذا تجارتی قطع تعلق کوئی فائدہ مند کام نہیں، وہ لوگ پھر بھی ہماری نظر میں گُستاخ، اور ہم ٹیلی نور کے اشتہارات میں اپنی ہی بہنوں بیٹیوں کا ناچ دیکھ دیکھ بھی ''' مُحبانِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' ،

یہ حال ہے ہماری مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا، تو کیا حق ادا کر رہے ہیں ہم اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ؟؟؟

اور کیا حق ہے ہمیں اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے محبت کے دعویٰ کا ؟؟؟

=====================================

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کے دلائل

(1) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

" اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نِکالو، اور اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کرواؤ، اِس میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیئے نشانیاں ہیں" (سورت ابراہیم، آیت ۵)

(2) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ

"اے رسول) کیا آپ نے نہیں اُنکو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کا اِنکار کیا اور (اِس اِنکار کی وجہ سے) اپنی قوم کو تباہی والے گھر میں لا اُتارا" (سورت ابراہیم آیت ۲۸)

(3) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

" اور جو تمہارے رب کی نعمت ہے اُس کا ذِکر کیا کرو" (سورت الضُحیٰ، آیت ۱۱)

(4) قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

"مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے مائدہ نازل کر، (اُسکا نازل ہونا) ہمارے لیئے اور ہمارے آگے پیچھے والوں کے لیئے عید ہو جائے، اور تمہارے طرف سے ایک نشانی بھی، اور ہمیں رزق عطاء فرما تو ہی سب بہتر رزق دینے والا ہے" (سورت المائدہ، آیت ۱۱۴)

(5) قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ

" (اے رسول) کہو (یہ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت (سے ہے) لہذا اِس پر خوش ہوں اور یہ (خوش ہونا) جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں (اُن چیزوں کے جمع کرنے پر خوش ہونے) سے بہتر ہے " (سورۃ یونس آیت 58)

(6) سورت الصف کی آیت نمبر ۶ کے متعلق کہتے ہیں کہ اِس میں عیسی علیہ السلام نے حضور کی تشریف آوری کی خوشخبری دی ہے اور ہم بھی اِسی طرح "عید میلاد " کی محفلوں میں حضور کی تشریف آوری کی خوشی کا احساس دِلاتے ہیں۔

(7) اپنے طور پر اپنے اِس کام کو سُنّت کے مُطابق ثابت کرنے کے لیئے خود کو اور اپنے مریدوں کو دہوکہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ " نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا اپنی ولادت کی خوشی پر روزہ رکھنا اور فرمانا اِس دِن یعنی پیر کو میری ولادت ہوئی، خود ولادت پر خوشی منانا ہے "

(8) کہتے ہیں کہ " ابو لہب نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا اور اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُسے جہنم میں پانی ملتا ہے، پس اِس سے ثابت ہوا کہ حضور کی پیدائش کی خوشی منانا باعثِ ثواب ہے "

(9) کہتے ہیں کہ " میلاد شریف میں ہم حضور پاک کی سیرت بیان کرتے ہیں اور اُن کی تعریف کرتے ہیں نعت کے ذریعے، اور یہ کام تو صحابہ بھی کیا کرتے تھے، تو پھر ہمارا میلاد منانا بدعت کیسے ہوا ؟ "

(10) کہتے ہیں " ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت میں اُن کی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں، اور جو ایسا نہیں کرتے اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے کوئی مُحبت نہیں، وہ محروم ہیں۔

(11) اللہ کے فرمان اليوم اكملت لكم دينكم کی تفسیر میں عبد اللہ ابن عباس اور عُمر رضی اللہ عنہم کے ایک قول کو دلیل بنایا جاتا ہے، اور کس طرح بنایا جاتا ہے وہ جواب میں ملاحظہ فرمایئے،

(12) عالمی جشن،

(13) صحابہ کی محبت کا انداز وہ تھا، اور اب وقت اور ضرورت کے مطابق محبت کا انداز اور ہے۔

ابھی گذشتہ سطور میں جو باتیں آپ نے پڑھی ہیں وہ " عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم " منانے والوں کے دلائل میں سے سب سے اہم اور طاقتور ہیں، اب ترتیب وار اُن کے جوابات لکھتا ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ایک دلیل کا مفصل اور تحقیقی جواب لکھا جائے گا، **سب پڑھنے والوں سے گذارش ہے کہ تحمل مزاجی، انصاف پسندی، اور سکون و غور کے ساتھ پڑہیں اور روایتی مناظرہ بازی سمجھ کر نہیں تحقیق سمجھ کر پڑھیں، اور سب دلائل کے جوابات پورا ہونے تک بار بار پڑھیں، اور غور کریں کہ قُران و حدیث کو کسی طرح سمجھا جانا چاہیئے، اور کس طرح سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے۔**

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ جاننے اور سمجھنے اور ہمت اور دلیری کے ساتھ اُسے قبول کرنے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جو اُس کے اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ہے اور اُسی پر عمل کرتے ہوئے ہمارے خاتمے ہوں ۔

= =

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم منانے والوں کی پہلی دلیل

عید میلاد منوانے اور منانے والے ہمارے کلمہ گو بھائی سورت ابراہیم کی آیت ۵ کے ایک حصے کو بطورِ دلیل استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وَذَکِّرْہُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ یعنی" اور اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کرواؤ"، کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بنی اسرائیل روزہ رکھتے تھے اور، حضور پاک بھی اِس کے لیئے روزہ رکھا کرتے تھے (اِن کی مراد یہاں عاشوراء کا روزہ ہے یعنی دس محرم کا روزہ) اور چونکہ حضور پاک اللہ کی نعمت ہیں لہذا ہم حضور پاک کی ولادت کی یاد میں جشن کرتے ہیں'''

جواب :

مکمل آیت یوں ہے :::

((((وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ::: اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو، اور اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کرواؤ،اِس میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیئے نشانیاں ہیں))))

اگر اِس آیت کے بعد والی آیات کو پڑھا جائے تو یہ سمجھ میں آجاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اِس حکم پر کیسے عمل کیا، اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد کروائیں یا عید منانے کا حکم دِیا؟اور اگر یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ تفسیر کی معتبر ترین کتابوں میں اِسکی کیا تفسیر بیان ہوئی ہے تو اِن لوگوں کا یہ فلسفہ ہوا ہو جاتا ہے۔

اِمام محمد بن احمد جو اِمام القُرطبی کے نام سے مشہور ہیں اپنی شہرہ آفاق تفسیر "الجامع لِاحکام القُرآن" میں اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

""" وقد تسمى النعم الأيام

"نعمتوں کو کبھی ایام بھی کہا جاتا ہے"

اور ابن عباس (رضی اللہ عنہما) اور مقاتل (بن حیان) نے کہا:

بوقائع الله في الأمم السالفة

"اللہ کی طرف سے سابقہ اُمتوں میں جو واقعات ہوئے"

اور سعید بن جبیر نے عبد اللہ بن عباس سے اور اُنہوں نے اُبی بن کعب (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا کہ اُبی بن کعب نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ((((إِنَّهُ بَيْنَمَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي قَوْمِهِ يُذَكِّرُهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ وَأَيَّامُ اللَّهِ نَعْمَاؤُهُ وَبَلَاؤُهُ ::: ایک دفعہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کو اللہ کے دِن یاد کروا رہے تھے، اور اللہ کے دِن اُسکی طرف سے مصیبتیں اور اُسکی نعمتیں ہیں)))) صحیح مسلم/کتاب الفضائل / باب من فضل الخضر علیہ السلام، اور یہ (حدیث) دِل کو نرم کرنے والے اور یقین کو مضبوط کرنے والے واعظ کی دلیل ہے، ایسا واعظ جو ہر قسم کی بدعت سے خالی ہو، اور ہر گمراہی اور شک سے صاف ہو"""

اِمام ابن کثیر رحمہُ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کی تفسیر میں اِمام مجاہد اور اِمام قتادہ کا قول نقل کیا کہ اُنہوں نے کہا:

""" { وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ } أي: بأياديه ونعمه عليهم، في إخراجه إياهم من أسر فرعون وقهره وظلمه وغشمه، وإنجائه إياهم من عدوهم، وفلقه لهم البحر، وتظليله إياهم بالغمام، وإنزاله عليهم المن والسلوى، إلى غير ذلك من النعم ::: { وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ } یعنی اِن کو اللہ کی مدد اور نعمتیں یاد کرواؤ کہ

اللہ تعالیٰ نے اِن کو فرعون کے ظلم سے نجات دی، اور اُن کے دشمن سے اُنہیں محفوظ کیا، اور سمندر کو اُن کے لیئے پھاڑ کر اُس میں سے راستہ بنایا اور اُن پر بادلوں کا سایہ کیا، اور اُن پر من و سلویٰ نازل کیا، اور اِسی طرح کی دیگر نعمتیں""" (تفسیرالقرآن العظیم لابن کثیر)

غور فرمایئے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِس آیت میں اللہ کے دِنوں کی کیا تفسیر فرماتے ہیں، کیا کہیں اُنہوں نے جشنِ میلاد منانے کا فرمایا یا خود منایا؟ میلاد کے حق میں دلیل بنانے والے صاحبان کو اللہ تعالیٰ کے یہ فرامین یاد کیوں نہیں آتے کہ ((((یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللہِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللہَ إِنَّ اللہَ سَمِیعٌ عَلِیمٌ O یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ::: اے لوگو جو اِیمان لائے ہو، اللہ اور اُسکے رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) سے آگے مت بڑھو اور اللہ (کی ناراضگی) سے بچو بے شک اللہ سُننے اور عِلم رکھنے والا ہے اے لوگو جو اِیمان لائے ہو، نبی کی آواز سے آواز بلند مت کرو اور نہ ہی اُسکے ساتھ اُونچی آواز میں بات کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے))))) سورت الحجرات/ آیت 1-2

پھر یہ لوگ اِس آیت کے ساتھ دس محرم کے روزے کو منسلک کرتے ہوئے کہتے ہیں " وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللہِ یعنی "اور اُنہیں اللہ کی نعمتیں یاد کراؤ" کے حکم پر عمل کرتے ہوئے بنی اسرائیل روزہ رکھتے تھے اور، حضور پاک بھی اِس کے لیئے روزہ رکھا کرتے تھے"

جی ہاں یہ درست ہے کہ بنی اِسرائیل اُس دِن روزہ رکھا کرتے تھے جس دِن اللہ تعالیٰ نے اُنہیں فرعون سے نجات دی تھی اور وہ ہے دس محرم کا دِن، اور بنی اِسرائیل اِس دِن روزہ کیوں رکھا کرتے تھے؟ عید مناتے ہوئے یا اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ کام کرتے تھے جس کا موسیٰ علیہ السلام نے اُنہوں حکم دیا، ابھی ابھی اِس بات کے آغاز میں یہ لکھا گیا ہے کہ "" اگر اِس آیت کے بعد والی آیات کو پڑھا جائے تو یہ سمجھ میں آجاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے اِس حکم پر کیسے عمل کیا، اپنی قوم کو اللہ کی نعمتیں یاد کروائیں یا عید منانے کا حکم دِیا؟؟؟

ملاحظہ فرمایئے، قارئین کرام، آیت نمبر ۵ کی بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتایا ((((وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ O وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ O وَقَالَ مُوسَى إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ::: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ اللہ نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دِی جو تم لوگوں کی شدید عذاب دیتی تھی کہ وہ لوگ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے (تاکہ اُنہیں لونڈیاں بنا کر رکھیں) اور اِس عذاب میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑا امتحان تھا O اور (یہ نعمت بھی یاد کرو کہ) جب تمہارے رب نے تمہیں یہ حکم دیا کہ اگر تُم لوگ شُکر ادا کرو گے تو میں ضرور تُم لوگوں کو (جان، مال وعزت میں) بڑھاوا دوں گا اور اگر تُم لوگ (میری باتوں اور احکامت سے) اِنکار کرو گے تو (پھر یاد رکو کہ) بلا شک میرا عذاب بڑا شدید ہے O اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تُم سب اور جو کوئی بھی زمین پر ہے، کفر کریں تو بھی یقیناً اللہ تعالیٰ (کو کوئی بھی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ وہ) غنی اور حمید ہے))))) سورت ابراہیم

تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ لوگ دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے !!! "" عید "" نہیں منایا کرتے تھے،

اگر یہ لوگ اُن احادیث کا مطالعہ کرتے جو دس محرم کے روزے کے بارے میں تو اِنہیں یہ غلط فہمی نہ ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یہ روزہ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے رکھا کرتے تھے: آیے ان احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں،

(۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَرَأَى الْيَهُودَ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالَ ::: عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے کہ " جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہودی دس محرم کا روزہ رکھا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پوچھا کہ ((((مَا هَذَا؟ ::: یہ کیا ہے؟))))) قَالُوا هَذَا يَوْمٌ صَالِحٌ هَذَا يَوْمٌ نَجَّى اللہُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوسَى ::: تو اُنہیں بتایا گیا

کہ " یہ نیک دن ہے، اِس دِن اللہ نے بنی اسرائیل کو اُنکے دشمن (فرعون) سے نجات دی تھی تو موسیٰ (علیہ السلام) نے اس دن روزہ رکھا"، قَالَ ::: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا (((((فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ ::: میرا حق موسیٰ پر تُم لوگوں سے زیادہ ہے))))) فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ ::: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِس دِن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دِیا""" (صحیح البخاری / کتاب الصیام / باب صوم یوم عاشوراء)

(۲) عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُودُ عِيدًا، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ::: ابو موسی رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ """ دس محرم کے دِن کو یہودی عید جانتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا (((((فَصُومُوهُ أَنْتُمْ ::: تُم لوگ اِس دِن کا روزہ رکھو))))) (صحیح البخاری / کتاب الصیام / باب صوم یوم عاشوراء)

اس حدیث مبارک میں ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ خوشی کے مواقع کو اس طرح عید بنانا یہودیوں کی عادات میں سے ہے، جس پر انکار فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے خوشی کے شکر کے طور پر اللہ کی عبادت کی حکم دیا اور خود بھی اس پر عمل پیرا ہوئے، یہودیوں ہی کی طرح عیدیں بنانے اور منانے کی اجازت نہ دی،

(۳) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ """ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ """ (صحیح البخاری کتاب الصیام باب صوم یوم عاشوراء)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا کہنا ہے """ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اِس دس محرم کے روزے کو کسی بھی اور دِن کے (نفلی) روزے سے زیادہ فضلیت والا جانتے تھے اور نہ کسی اور مہینے کو اِس مہینے سے زیادہ (فضلیت والا جانتے تھے) یعنی رمضان کے مہینے کو """

(۴) ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ ایک لمبی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ """ خلیفہ دوئم بلا فصل امیر المؤمنین عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہُ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے عاشوراء (دس محرم) کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا (((اَحتَسِبُ علی اللہِ أن یُکَفِّرُ السّنَةَ المَاضِیَةَ ::: میں اللہ سے یہ اُمید رکھتا ہوں کہ (اس عاشوراء کے روزہ کے ذریعے) پچھلے ایک سال کے گُناہ معاف فرما دے گا))) """ صحیح مُسلم حدیث 1162 / کتاب الصیام / باب 36، صحیح ابن حبان / حدیث 3236

(۵) اُم المؤمنین عائشہ، عبداللہ ابنِ عُمر، عبداللہ ابنِ مسعود اور جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایات ہیں کہ :::

(ا) عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَرِهَ فَلْيَدَعْهُ (صحيح مُسلم / كتاب الصيام / باب صوم يوم عاشوراء)

""" رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یوم ءعاشوراء کے روزے کے بارے میں فرمایا " اِس دس محرم کا روزہ اہلِ جاہلیت بھی رکھا کرتے تھے تو جو چاہے اِس دِن روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے """

(ب) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَلَمْ يَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهُ (صحيح مُسلم / كتاب الصيام / باب صوم يوم عاشوراء)

""" رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہمیں دس محرم کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے ، اور اِسکی ترغیب دِیا کرتے تھے، اور اس کے بارے میں ہم سے عہد لیا کرتے جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ہمیں نہ اِسکا حکم دِیا، نہ اور نہ ہی اِس سے منع کیا اور نہ ہی اس کے بارے میں ہم سے کوئی وعدہ لیا """

(٦) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ """"يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ """" سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((((يَقُولُ هَذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يَكْتُبْ اللهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ)))) """" (صحیح البخاری کتاب الصوم باب صوم یوم عاشوراء)

حمید بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے اُس سال میں جس سال میں معاویہ رضی اللہ عنہٗ نے حج کیا، معاویہ رضی اللہ وعنہٗ کو عاشوراء کے دن منبر پر یہ کہتے ہوئے سُنا کہ """"اے مدینہ والو تمہارے عُلماء کہاں ہیں؟ """" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو کہتے ہوئے سُنا:::

(((((یہ دس محرم کا دِن ہے اور اللہ نے تُم لوگوں پر اِس کا روزہ فرض نہیں کیا، اور میں روزے میں ہوں، تو جو چاہے وہ روزہ رکھے اور جو چاہے وہ افطار کرے)))))

(۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (((((أَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ))))) (صحیح مسلم کتاب الصوم باب فضل صوم المحرم)

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہٗ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا(((((رمضان کے بعد سب سے زیادہ فضلیت محرم کے روزوں میں ہے، اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضلیت رات کی نماز میں ہے)))))

اِن احادیث پر غور فرمایئے، کہیں سے اِشارۃً بھی یہ ثبوت نہیں ملتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِس آیت کو بنیاد بنا کر یہ روزہ رکھا تھا، بلکہ رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِس روزے کی ترغیب تک بھی نہیں دی، جیسا کہ اُوپر بیان کی گئی احادیث میں سے پانچویں حدیث میں ہے، بلکہ ہمیں بڑی وضاحت سے اِس بات کا ثبوت مِلتا ہے کہ یہ روزہ ایامِ جاہلیت میں بھی رکھا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے اِس روزہ کو رکھا اور اِسکے رکھنے کا حکم بھی دِیا اور رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد اِسکی ترغیب بھی نہیں دی جیسا کہ اُوپر بیان کی گئی احادیث میں ہے، رہا معاملہ اِس روزہ کو موسیٰ علیہ السلام کے یومِ نجات کی خوشی میں رکھنے کا تو درست یہ کہ خوشی نہیں بلکہ شکر کے طور پر رکھا جاتا تھا، اور اگر خوشی ہی کہا جائے تو بھی زیادہ سے زیادہ یہ اِس بات کی دلیل ہے کہ کِسی بات پر خوش ہو کر روزہ رکھا جائے، لہذا اِن کو بھی چاہیئے کہ یہ جِس دِن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کا دِن مانتے ہیں، حالانکہ وہ تاریخی طور پر ثابت نہیں ہوتا، اِس کا ذِکر آگے آئے گا اِن شاءاللہ، تو اپنی اِس خام خیالی کی بنیاد پر اِن کو چاہیئے کہ یہ لوگ خود اور اِن کے تمام تر مریدان اُس دِن روزہ رکھیں۔

مندرجہ بالا احادیث پر غور فرمایئے، خاص طور پر پہلی حدیث پر تو ہمیں بالکل واضح طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم جب مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں جا کر اُنہوں نے یہودیوں کو اِس دِن کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا اور پوچھا کہ "یہ کیا ہے"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس سوال سے یہ پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہجرتِ مدینہ سے پہلے اِس دِن جو روزہ رکھا کرتے تھے وہ موسیٰ علیہ السلام کے یوم نجات کی خوشی میں نہ تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یہ جانتے بھی نہیں تھے کہ دس محرم موسیٰ علیہ السلام کا یومِ نجات تھا، اور یہ حدیث اِس بات کے بہت سے ثبوتوں میں سے ایک ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم عالم غیب نہیں تھے، خیر یہ ہمارا اِس وقت کا موضوع نہیں ہے۔

اور بات بھی بڑی مزیدار ہے یہ صاحبان شاید یہ بھی نہیں جانتے کہ سورت اِبراھیم مکی سورت ہے سوائے دو اور ایک روایت میں ہے کہ تین آیات کے، اور وہ ہیں آیت نمبر 28، 29، 30، مزید تفصیل کے لیئے ملاحظہ فرمایئے، اِمام محمد بن علی الشوکانی کی تفسیر""" فتح القدیر""" اور اِمام محمد بن احمد القُرطبی کی تفسیر""" الجامع لِاحکام القُرآن"""،

تو جس آیت کو ہمارے یہ بھائی """ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم """ کی دلیل بنا رہے ہیں اور اِس دلیل کی مضبوطی کے لیئے یوم ِعاشورا کے روزے کا معاملہ اِسکے ساتھ جوڑ رہے ہیں، صحیح احادیث اور صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کے اقوال کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اِس آیت کا یوم ِعاشورا کے روزے سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مدینہ تشریف لے جانے سے پہلے اِس دِن کے روزے کو موسیٰ علیہ السلام کی نسبت سے نہ جانتے تھے، اور اِس آیت کے نزول سے پہلے یہ روزہ قریش مکہ بھی رکھا کرتے تھے، جیسا کہ اُوپر بیان کی گئی احادیث میں سے پانچویں حدیث میں اِس بات کا ذِکر صراحت کے ساتھ ملتا ہے، فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ إِلاَّ الضَّلاَلُ،

= =

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی دوسری دلیل

عید میلاد منوانے اور منانے والے ہمارے یہ بھائی کہتے ہیں کہ سورت اِبراہیم کی آیت ۲۸ کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا گیا ہے کہ """ نعمت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہیں """ ، اور پھر عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے اِس قول کو بنیاد بنا کر اِن لوگوں نے یہ فلسفہ گھڑ لیا کہ """ نعمت کا اظہار کرنا شکر ہے اور شکر نہ کرنا کفر ہے اور جب شکر کیا جائے گا تو خوشی ہو گی لہذا ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ خوشی اظہارِ نعمت کی خوشی ہے """

جواب :

سورت اِبراہیم کی آیت ۲۸ یوں ہے ::: ((((أَلَمۡ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُواْ نِعۡمَةَ اللّهِ كُفۡرًا وَأَحَلُّواْ قَوۡمَهُمۡ دَارَ الۡبَوَارِ ::: ((اے رسول) کیا تُم نے نہیں اُن کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کا اِنکار کیا اور (اِس اِنکار کی وجہ سے) اپنی قوم کو تباہی والے گھر میں لا اُتارا))))

اللہ جانے اِن لوگوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہاں سے لیا ہے کیونکہ تفسیر، حدیث، تاریخ و سیرت اور فقہ کی کم از کم سوڈیڑھ سو معروف کتابوں میں مجھے کہیں بھی یہ قول نظر نہیں آیا، البتہ تفسیر ابن کثیر میں اِمام ابن کثیر نے یہ کہا ہے کہ :::

""" وإن كان المعنى يعم جميع الكفار؛ فإن الله تعالى بعث محمدا صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين، ونعمة للناس، فمن قبلها وقام بشكرها دخل الجنة، ومن ردها وكفرها دخل النار ::: یہ بات ہر کافر کے لیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اور تمام اِنسانوں کے لیے نعمت بنا کر بھیجا، پس جس نے اِسکو قبول کیا اور اِس پر شکر ادا کیا وہ جنّت میں داخل ہو گا، اور جس نے اِس کو قُبُول نہ کیا اور اِس کا اِنکار کیا وہ جہنم میں داخل ہو گا """

اللہ جانے اِمام ابن کثیر کے اِس مندرجہ بالا قول کو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے بیان کردہ تفسیر قرار دینا اِن کلمہ گو بھائیوں کی جہالت ہے یا تعصب، اگر بالفرض یہ درست مان بھی لیا جائے کہ مذکورہ قول عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہا ہوا ہے، تو کہیں تو یہ دِکھائی کہ دیتا

عبداللہ ابن عباس یا اُنکے والد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ، یا کسی بھی اور صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کا دِن کسی بھی طور پر""" منایا""" ہو، اِس طرح تو اِنکے ابھی ابھی اُوپر بیان کردہ فلسفے کے مُطابق صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کُفرانِ نعمت کیا کرتے تھے ؟

= =

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی تیسری دلیل

تیسری دلیل کے طور پر اِن لوگوں کا کہنا ہے کہ """ سورت الضحیٰ کی آیت رقم گیارہ ۱۱ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اپنی نعمتوں کے اظہار کا حکم دِیا ہے اور اِظہار بغیر ذِکر کے ہو نہیں سکتا، اور اس آیت میں حکم ہے کہ اِظہار کرو اب سوال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں اور یقیناً ہیں بلکہ تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہیں تو پھر اِسکا ذِکر کیوں نہیں ہو گا """

جواب :

اگر میرے یہ کلمہ گو بھائی سورت الضحیٰ کو پورا پڑھیں تو پھر اِنہیں اِس کی آیت رقم گیارہ ۱۱ ((((وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ::: اور تمہارے رب کی جو نعمت ہے اُس کا ذِکر کیا کرو)))) سے پہلے کی آیات سے یہ سمجھ میں آ جانا چاہیئے کہ اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دل جمعی فرماتے ہوئے اُنکو اپنی نعمتیں یاد کرواتے ہیں اور اپنی اِن نعمتوں کو بیان کرنے کا حکم دینے سے پہلے دو حکم اور بھی دیتے ہیں کہ :::

((((فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ O وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ::: پس جو یتیم ہے اُس پر غُصہ مت کرو O اور جو کوئی سوالی ہو تو اُسے ڈانٹو نہیں))))

اِن دو حکموں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں بیان کرنے کا حکم دِیا،

اگر نعمتوں کا ذِکر کرنے سے مُراد عید میلاد النبی منانا ہے تو پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اور اُنکے بعد اُنکے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا کیوں نہیں کِیا؟

اس آیت کو اپنے فلسفے کی دلیل بنانے والے میرے کلمہ گو بھائی اگر قُرآن کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی اَحادیث یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار میں ڈھونڈنے کی زحمت فرما لیتے یا اُمت کے اِماموں کی بیان کردہ تفاسیر میں سے کِسی تفسیر کا مطالعہ کرتے تو اِن پر واضح ہو جاتا کہ جو منطق و فلسفہ یہ بیان کر رہے ہیں وہ نا قابلِ اَعتبار اور مردود ہے، کیونکہ خِلافِ سُنّت ہے، جی ہاں خِلافِ سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، خِلافِ سُنّتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے، اور کُچھ نہیں تو صِرف اتنا ہی دیکھ لیتے کہ اِن آیات میں موجود اللہ کے اَحکام پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اور اُن کے صحابہ رضی اللہ عنہم اَجمعین نے کیسے عمل کیا ہے تو اِس قسم کے فلسفے کا شکار نہ ہوتے :::

کوئی اِن سے پوچھے تو ::::: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور اُنکے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم اِجمعین اور اُنکے بعد تابعین، تبع تابعین اور چھ سو سال تک اُمت کے کِسی عالِم کو کِسی اِمام کو، کِسی مُحدِّث، کِسی مُفسر، کِسی فقیہہ، کِسی کو بھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ اللہ کے حکموں کا مطلب """ عید میلاد النبی منانا """ ہے ؟ اور جِس کو یہ

تفسیر سب سے پہلے سمجھ میں آئی وہ تو پھر اِن سب سے بڑھ کر قُرآن جاننے والا اور بلند رتبے والا ہو گیا؟ اِنّا للهِ و اِنّا اِلیهِ راجِعُوانَ۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی چوتھی دلیل

چوتھی دلیل کے طور پر سورت المائدہ کی آیت ۱۱۴ کا حوالہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے ''' عیسی علیہ السلام نے دُعا کی اے اللہ آسمان سے مائدہ نازل فرما جِس دِن کھانا نازل ہو گا وہ ہمارے لیے اور بعد والوں کے لیے عید کا دِن ہو گا، غور کریں کہ اِس آیت کا مفہوم یہ کہ جِس دِن کھانا آئے وہ دِن خوشی کا ہو اور اب تک عیسائی اُس دِن خوشی مناتے رہیں تو کیا وجہ ہے جس دِن نبی پاک تشریف لائے کیوں نہ خوشی کریں'''

جواب :

سورت المائدہ کی آیت نمبر ۱۱۴ مندرجہ ذیل ہے :::

(((((قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيداً لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ::: مریم کے بیٹے عیسی نے کہا اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے مائدہ نازل کر، (اُسکا نازل ہونا) ہمارے لیئے اور ہمارے آگے پیچھے والوں کے لیئے عید ہو جائے، اور تمہارے طرف سے ایک نشانی بھی، اور ہمیں رزق عطاء فرما تو ہی سب بہتر رزق دینے والا ہے)))) (سورت المائدہ/آیت ۱۱۴)

اِس آیت میں عیسائیوں کے لیے تو مائدہ نازل ہونے والے دِن کو خوشی منانے کی کوئی دلیل ہو سکتی ہے، مسلمانوں کے لیے "عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' منانے کی نہیں۔ انتہائی حیرت بلکہ دُکھ کی بات ہے کہ اِن لوگوں کو اِس بنیادی اِصول کا بھی پتہ نہیں کہ شریعت کا کوئی حکم سابقہ اُمتوں کے کاموں کو بُنیاد بنا کر نہیں لیا جاتا سوائے اُس کام کے جو کام اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے برقرار رکھا گیا ہو۔

(سابقہ شریعتوں کے احکام کے بارے میں میرے مضمون """ سابقہ شریعتوں کا شرعی حکم """ کا مطالعہ ان شاء اللہ مفید ہو گا)

اور شاید یہ بھی نہیں جانتے کہ اہل سُنّت والجماعت یعنی سُنّت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے مُطابق عمل کرنے والوں میں سے کبھی کِسی نے بھی گزری ہوئی اُمتوں یا سابقہ شریعتوں کو اِسلامی کاموں کے لیے دلیل نہیں جانا، سوائے اُس کے جِس کی اِجازت اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہو، اور جِس کام کی اِجازت نہیں دی گئی وہ ممنوع ہے کیونکہ یہ بات''' علم الأصول الفقۃ''' میں طے ہے کہ :::

"""باب العِبادات و الدیّانات و التقرُبات متلقاۃٌ عن اللہِ و رَسُولِہِ صَلی اللہ ُعَلِیہِ وَسلمَ فلیس لِأحدٍ أن یَجعلَ شَیاً عِبادۃً أو قُربۃً إِلّا بِدلیلٍ شرعیٍّ یعنی عبادات، عقائد، اور (اللہ کا) قُرب حاصل کرنے کے ذریعے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف سے ملتے ہیں لہذا کِسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کِسی ایسی چیز کو عبادت یا اللہ کا قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے جِس کی شریعت میں کوئی دلیل نہ ہو """ یہ قانون اُن لوگوں کی اُن تمام باتوں کا جواب ہے کہ جِن میں اُنہوں نے سابقہ اُمتوں یا رسولوں علیہِم السلام کے اِعمال کو اپنی''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' کی دلیل بنایا ہے۔ اور اگر یہ لوگ اِس بنیادی اِصول کو جانتے ہیں اور جان بوجھ کر اپنے آپ اور اپنے پیروکاروں کو دھوکہ دیتے ہیں تو یہ نہ جاننے سے بڑی مُصبیت ہے، تیسری کوئی صورت اِن کے لیے نہیں ہے کوئی اِن کو بتائے کہ عیسائی تو کسی مائدہ کے نزول کو خوشی کا سبب نہیں بناتے اور اگر بناتے بھی ہوتے تو ہمارے لیے اُن کی نقالی حرام ہے، جیسا کہ ہمارے محبوب رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میرا سب کچھ اُن پر فدا ہو، نے فرمایا ہے :::

((((مَن تشبَّہ بِقومٍ فَھُو مِنھُم ::: جِس نے جِس قوم کی نقالی کی وہ اُن ہی (یعنی اُسی قوم) میں سے ہے))))

سُنن أبو داؤد /حدیث ۴۰۲۵/کتاب اللباس /باب ۴ لبس الشهرة۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فیصلہ صادر فرما دیا ہے لہٰذا جو لوگ جِن کی نقالی کرتے ہیں اُن میں سے ہی ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمیں غیر مسلموں کی ہر قسم کی نقالی سے محفوظ رکھے۔

= =

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی پانچویں دلیل

'''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' منانے اور منوانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں کا کہنا ہے کہ '''سورت یونس کی آیت نمبر ۵۸ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ملنے پر خوش ہونے کا حکم دِیا ہے کیونکہ آیت میں اَمر یعنی حکم کا صیغہ اِستعمال ہوا ہے اور حضور اللہ کی سب سے بڑی رحمت ہیں لہٰذا اُن کی پیدائش پر خوشی کرنا اللہ کا حکم ہے، اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اِس حکم پر عمل کرتے ہیں تو کیا غلط ہے ؟۔'''

جواب :

سورت یونس کی آیت نمبر ۵۸ کا مضمون سابقہ آیت یعنی آیت نمبر ۵۷ کے ساتھ مِل کر مکمل ہوتا ہے اور وہ دونوں آیات مندرجہ ذیل ہیں :::
(((((یَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ O قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ::: اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نصیحت آ چکی ہے اور اور جو کچھ سینوں میں ہے اُسکی شفاء اور ہدایت اور اِیمان والوں کے لیے رحمت ۔ (اے رسول) کہیئے (یہ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت (سے ہے) لہٰذا مسلمان اِس پر خوش ہوں اور یہ (خوش ہونا) جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں (اُن چیزوں کے جمع کرنے پر خوش ہونے) سے بہتر ہے)))))

اِس میں کوئی شک نہیں کہ آیت نمبر ۵۸ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت پر خوش ہونے کا حکم دِیا ہے، لیکن ! ! ! سوال پھر وہی ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین یا تبع تابعین رحمہم اللہ جمعیاً اور اُنکے بعد صدیوں تک اُمت کے اِماموں میں سے کسی نے بھی اِس آیت میں دیے گئے حکم پر ''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' منائی ؟ یا منانے کی ترغیب ہی دی ؟
آیئے دیکھتے ہیں کہ اِس آیت کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کیا ملتی ہے ؟ اگر میلاد منانے اور منوانے والے ہمارے کلمہ گو بھائیوں نے اِس آیت کی تفسیر، کِسی معتبر تفسیر میں دیکھی ہوتی تو پھر یہ لوگ اِس فلسفہ زدہ من گھڑت تفسیر کا شکار نہ ہوتے ، جس کو اپنی کاروائی کی دلیل بناتے ہیں،
اِمام البیہقی نے ''' شعب الایمان ''' میں مختلف اَسناد کے ساتھ عبداللہ ابن عباس اور اَبو سعید الخُدری رضی اللہ عنہم سے روایت کیا کہ :::
"""قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا قال : فضل الله القرآن، ورحمته الإسلام ::: قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا کے بارے میں کہا اللہ کا فضل قُرآن ہے اور اللہ کی رحمت اِسلام ہے """ (شعب الایمان باب فصل فی التکثیر بالقرآن والفرح بہ)
اور دوسری روایت میں ہے کہ:::
""" فضل الله الإسلام، ورحمته أن جعلكم من أهل القرآن ::: فضل اللہ اِسلام ہے اور رحمت یہ ہے کہ اللہ نے تمہیں قُرآن والوں (یعنی مسلمانوں) میں بنایا """ (شعب الایمان باب فصل فی التکثیر بالقرآن والفرح بہ)
اور ایک روایت ہے کہ ::: """ کتاب اللہ اور اِسلام اُس سے کہیں بہتر ہے جِس کو یہ جمع کرتے ہیں """

یعنی دُنیا کے مال و متاع سے یہ چیزیں کہیں بہتر ہیں لہٰذا دُنیا کی سختی یا غربت پر پریشان نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اِن دو نعمتوں کے ملنے پر خوش رہنا چاہیئے،
اِمام ابن کثیر نے اِس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دوسرے بلا فصل خلیفہ اَمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا کہ
"جب عمر رضی اللہ عنہ ُ کو عراق سے خراج وصول ہوا تو وہ اپنے ایک غُلام کے ساتھ اُس مال کی طرف نکلے اور اونٹ گننے لگے، اونٹوں کی تعداد بہت زیادہ تھی تو عمر رضی اللہ عنہ ُ نے کہا ::: """ الحمد للہ تعالیٰ"""

تو اُن کے غلام نے کہا:::

""" یہ اللہ کا فضل اور رحمت ہے"""

تو عمر رضی اللہ عنہ ُ نے کہا:::

""" تُم نے جھوٹ کہا ہے، یہ وہ چیز نہیں جس کا اللہ نے ((((قُل بِفَضلِ اللہِ و بِرَحمتِہِ فَلیَفرَحُوا ھُوَ خَیرٌ مِّمّا یَجمَعُونَ ::: (اے رسول) کہیئے(یہ) اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت (سے ہے) لہٰذا اِس پر خوش ہوں اور یہ (خوش ہونا) جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں (اُن چیزوں کے جمع کرنے پر خوش ہونے) سے بہتر ہے)))) میں ذِکر کیا ہے بلکہ یہ ((((مِّمّا یَجمَعُون::: جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں)))) میں سے ہے۔ """

محترم قارئین، غور فرمایئے اگر اِس آیت میں اللہ کے فضل اور رحمت سے مراد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہوتے اور خوش ہونے سے مراد اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کی عید منانا ہوتی تو خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِسکا حکم دیتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ کام ہمیں قولاً و فعلاً ملتا، عُمر رضی اللہ عنہ اپنے غُلام کو مندرجہ بالا تفسیر بتانے کی بجائے یہ بتاتے کہ فَضلِ اللّٰہِ وبِرَحمتِہِ سے مراد یہ مالِ غنیمت نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہیں اور اُن کی پیدائش کی خوشی یا عید منانا ہے

اِس آیت میں""" فَلیَفرَحُوا""" کو دلیل بنانے کے لیے ہمارے یہ کلمہ گو بھائی کچھ بات لُغت کی بھی لاتے ہوئے""" فَلیَفرَحُوا""" میں اِستعمال کیئے گئے اَمر یعنی حکم کے صیغے کی جو بات کرتے ہیں، آیئے اُس کا بھی لُغتاً کچھ جائزہ لیں، آیت میں خوش ہونے کا حکم دِیا گیا ہے خوشی منانے کا نہیں، اور دونوں کاموں کی کیفیت میں فرق ہے، اگر بات خوشی منانے کی ہوتی تو """ فَلیَفرَحُوا """کی بجائے""" فَلیَحتَفِلُوا """ ہوتا، پس خوش ہونے کا حکم ہے نہ کہ خوشی منانے کا،

کِسی طور بھی کِسی معاملے پر اللہ کی اجازت کے بغیر خوامخواہ خوش ہونے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا، چہ جائیکہ خوشی منانا اور وہ بھی اسطرح کی جِس کی کتاب اللہ اور سنّت میں کوئی صحیح دلیل نہیں ملتی۔

سورت القصص /آیت ٧٦ میں قارون کی قوم کا اُس کو نصیحت کرنے کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں ((((لَا تَفرَح إِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الفَرِحِینَ::: دُنیا کے مال و متاع پر) خوش مت ہو، اللہ تعالیٰ خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا))))

پس یہ بات یقینی ہو گئی کہ ہم نے کہاں اور کِس بات پر اور کیسے خوش ہونا ہے اُس کا تعین اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے اُن کے احکام مطابق کیا جائے گا، نہ کہ اپنی مرضی، منطق logic اور فلسفہ سے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آل عمران کی آیت ١٧٠ میں خوش ہونے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:::

((((فَرِحِینَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللہُ مِن فَضلِہٖ::: اللہ نے اُن لوگوں کو اپنے فضل سے جو کچھ دِیا ہے اُس پر وہ خوش ہوتے ہیں))))

اور ہماری زیر بحث آیت میں بھی اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور اپنی رحمت سے عطاء کردہ چیزوں پر خوش ہونے کا حکم دِیا ہے، خوش ہو کر کوئی نیا عقیدہ یا کوئی نئی عبادت یا کوئی نئی عادت اپنانے کا حکم یا اجازت نہیں دی،

اِمام القرطبی نے ((((قُل بِفَضلِ اللہِ و بِرَحمتِہِ فَلیَفرَحُوا ھُوَ خَیرٌ مِّمّا یَجمَعُونَ)))) کی تفسیر میں لکھا کہ:::

""" الفرح لذۃٌ فی القلبِ بِإدراك المَحبُوب::: خوشی اُس کیفیت کا نام ہے جو کوئی پسندیدہ چیز ملنے پر دِل میں پیدا ہوتی ہے"""

اور لغت کے اِماموں میں سے ایک اِمام محمد بن مکرم نے """ لسان العرب """ میں لکھا کہ """ فرح ، ھو نقیض الحُزن ::: خوشی اُس کیفیت کا نام ہے جو غم کی کمی سے پیدا ہوتی ہے """ اور شیخ محمد عبد الرؤف المناوی نے """ التوقیف علیٰ مھمات التعریفات """ میں لکھا کہ """" الفرح لذۃ فی القلب لنیل المشتھی ::: خوشی اُس لذت کا نام ہے جو کوئی مرغوب چیز حاصل ہونے پر دِل میں پیدا ہوتی ہے """"

صحابہ کی تفسیر اور لغوی شرح سے یہ ہی پتہ چلتا ہے کہ خوشی دِل کی کیفیت کا نام ہے کِسی خاص دِن کِسی خاص طریقے پر کوئی عمل کرنا نہیں، سوائے اُس کے جِس کی اِجازت اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مرحمت فرمائی ہو، اور جِس کام کی اِجازت نہیں دی گئی وہ ممنوع ہے کیونکہ یہ بات """ علم الاَصول الفقہ """ میں طے ہے، جیسا چند صفحات پہلے اِس کا ذِکر کیا گیا ہے۔

= =

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی چھٹی دلیل

عید میلاد منانے اور منوانے والے ہمارے یہ کلمہ گو بھائی، سورت الصّف کی آیت نمبر ٦ کے متعلق کہتے ہیں کہ ''' اِس میں عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کی تشریف آوری کی خوشخبری دی ہے اور ہم بھی اِسی طرح ''' عید میلاد ''' کی محفلوں میں حضور کی تشریف آوری کی خوشی کا احساس دِلاتے ہیں۔

جواب :

سورت الصّف کی آیت نمبر ٦ یہ ہے :::

((((وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ::: اور جب عیسیٰ نے بنی اِسرائیل کو کہا کہ اے بنی اِسرائیل میں تُم لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں اور اُس چیز کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے تورات میں ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں اُس رسول کی جو میرے بعد آنے والا ہے اور اُس کا نام اَحمد ہے ،(پھر اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے آنے کے بعد بنی اِسرائیل کے رویے کے بارے میں فرماتے ہیں) اور پھر جب یہ رسول (اَحمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) واضح نشانیاں لے کر اُن کے پاس آیا تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادُو ہے)))))

""" خوشی منانے """ اور """ خوشی ہونے """ میں کیا فرق ہے اِس کے متعلق پہلے کچھ بات ہو چکی ہے ، اور """ کِسی بات کی خوشخبری دینا """ تو اِن دونوں سے بالکل ہٹ کر مختلف کیفیت والا معاملہ ہے۔

اور پھر اِس آیت میں بیان کردہ یہ واقعہ بھی ، بہت سے اور واقعات کی طرح سابقہ اَنبیاء علیہم السلام کے واقعات میں سے ایک ہے ، اور سابقہ اُمتوں یا اَنبیاء علیہم السلام کے واقعات کو دلیل بنانے کا حُکم کیا ہے ؟ اُس کا ذِکر بھی ہو چکا ہے ، **اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ سابقہ اُمتوں یا اَنبیاء علیہم السلام کے ہر واقعہ کو دلیل بنایا جا سکتا ہے تو پھر بھی !!! عیسیٰ علیہ السلام کی اِس بات میں کونسی دلیل ہے جِس کی بُنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کی عید منائی جائے ؟ کیا اِس میں اِشارۃً بھی کہیں یہ ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے آنے کی خوشخبری کو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کے بعد یا اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی وفات کے بعد عید بنایا جائے ؟؟؟؟؟ اگر ایسا ہی تھا تو پھر وہی سوال دُہراتا ہوں کہ """ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ**

وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اُمت کے اِمام اور عامۃ المسلمین کِسی کو بھی صدیوں تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس آیت میں کس بات کی دلیل ہے اور اِس آیت کی روشنی میں کیا کرنا چاہیئے ؟؟؟؟؟

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی ساتویں دلیل

عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی، اپنے طور پر اپنے اِس کام کو سُنّت کے مُطابق ثابت کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ ''' نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا اپنی ولادت کی خوشی پر روزہ رکھنا اور فرمانا اِس دِن یعنی پیر کو میری ولادت ہوئی، خود ولادت پر خوشی منانا ہے '''

جواب :

اِن کی اِس بات کا ایک حصہ تو صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کا دِن پیر یعنی سوموار ہے، اور وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پیر کا روزہ رکھا کرتے تھے، اِس سچ سے اِنکار کفر ہے کیونکہ صحیح مُسلم کی حدیث ۱۱۶۲ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یہ فرمان ملتا ہے :::

(((((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ ::: اِس دِن میں پیدا ہوا تھا اور اس دِن مُجھ پر وحی اُتاری گئی تھی" یا (یہ فرمایا کہ) اِس دِن مجھے مبعوث کیا گیا تھا))))) (صحیح مسلم/کتاب الصوم/باب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ)

لیکن یہ کہاں ہے کہ اِس دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے یا کسی ایک صحابی نے، یا تابعین نے یا تبع تابعین نے، یا اُمت کے ائمہ میں سے کسی نے بھی کوئی ''' عید ''' منائی، اور یہ کہاں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس دِن روزہ رکھنے کی وجہ اُن کی پیدائش کی خوشی ہے ''' عید میلاد ''' منوانے والوں کی طرف سے خلافِ حقیقت بات کیوں کی جاتی ہے اِسکا فیصلہ اِن شاء اللہ آپ لوگ خود بخوبی کر لیں گے، جب آپ صاحبان کو پتہ چلے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِس دِن یعنی پیر کا روزہ کیوں رکھا کرتے تھے؟ ذرا توجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے یہ چند اِرشادات ملاحظہ فرمایئے :

ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (((((تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اتْرُكُوا أَوْ ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا ::: پیر اور جمعرات کے دِنوں میں اللہ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش کیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر اُس اِیمان والے کی مغفرت کر دیتا ہے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو، سوائے اُنکے جو آپس میں بغض رکھتے ہوں تو کہا جاتا ہے (یعنی اِنکے معاملے میں کہا جاتا ہے) اِنکو مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں))))) (صحیح مسلم/کتاب البر و الصلۃ/باب النھی عن الشحناء و التھاجر، صحیح ابنِ حبان، مجمع الزوائد)

اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ """" آپ پیر اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟"""" تو اُنہوں نے اِرشاد فرمایا (((((پیر اور جمعرات کے دِن اللہ بندوں کی مغفرت کر دیتا ہے سوائے ایک دوسرے کو چھوڑ دینے والوں کے (یعنی ناراضگی کی وجہ سے ایک دوسرے کو چھوڑ دینے والے تو) اُن چھوڑ دینے والے کے لیے کہا جاتا ہے کہ اِنہیں صلح کرنے تک کی مہلت دی جائے)))))

سُنن الدارمی/حدیث ۱۷۵۰، مصباح الزُجاجہ/حدیث ۶۲۹۔ اِمام احمد الکنانی نے اِس حدیث کو صحیح قرار دِیا ہے۔

اوپر بیان کردہ احادیث کے بعد کسی بھی صاحبِ عقل کو یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پیر کے دِن کا روزہ اپنی پیدائش کی خوشی میں نہیں بلکہ اِس دِن اللہ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش ہونے کی وجہ سے رکھا ہے۔

اگر پیر کے دِن نفلی روزہ رکھنے کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش ہوتا تو کم از کم وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِس کی ترغیب ہی دیتے، **مندرجہ بالا دواحادیث کے بعد یہ حدیث بھی بغور ملاحظہ فرمائیے۔**

امام مسلم نے اپنی صحیح میں کتاب الصیام / باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام مِن کلِّ شھر میں ابی قتادہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا کہ ''' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اُن کے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم غصے میں آ گئے (تو رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو غصے میں دیکھ کر) عُمر (رضی اللہ عنہٗ) نے کہا "ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اِسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے رسول ہونے پر، اور ہماری بیعت، بیعت ہے (یعنی جو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بیعت کی ہے وہ سچی پکی بیعت ہے)"۔

ابی قتادہ رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ " پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے صیام الدہر (ہمیشہ مستقل روزے میں رہنا) کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا (((((لا صامَ و لا أفطر ::: ایسا کرنے والے نے نہ روزہ رکھا نہ افطار کیا))))

، پھر ابی قتادہ رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ ''' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے دو دِن روزہ رکھنے اور ایک دِن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

(((((و مِن یُطیقُ ذَلِکَ ::: ایسا کرنے کی طاقت کون رکھتا ہے ؟)))))

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ایک دِن روزہ رکھنے اور دو دِن افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

(((((لیتَ ان اللہ قوّانا لذَلِکَ ::: کاش اللہ ہمیں ایسا کرنے کی طاقت دے دے)))))

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ایک دِن روزہ رکھنے اور دو ایک افطار کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

(((((ذَلِکَ صَومُ اَخِی داؤد (علیہ السلام) ::: یہ میرے بھائی داوٗد (علیہ السلام) کا روزہ ہے)))))

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پیر (سوموار) کے دِن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

(((((ذَلِکَ یَومٌ وِلدتُ فِیہِ و یُومٌ بُعِثتُ فِیہ ::: اِس دِن میری پیدائش ہوئی اور اِس دِن میری بعثت ہوئی (یعنی مجھے رسالت دی گئی))))))

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا: (((((صومُ ثلاثۃِ مِن کُلِّ شھر، و رمضانَ اِلیٰ رمضانِ صومُ الدھر ::: رمضان سے رمضان تک ہر ماہ میں سے تین دِن روزے رکھنا ہمیشہ مسلسل روزہ رکھنے کے جیسا ہے)))))

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے یوم عرفات کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: (((((یُکَفِّرُ السَّنۃَ الماضِیۃَ و الباقِیۃَ ::: ایک پچھلے سال اور رواں سال کے گُناہ معاف کرواتا ہے))))) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے دس محرم کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

(((((یُکَفِّرُ السَّنۃَ الماضِیۃَ ::: پچھلے ایک سال کے گُناہ معاف کرواتا ہے)))))

اِس حدیث کے اِلفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مختلف نفلی روزں کے بارے میں پوچھا گیا اور اُنہوں نے اُسکی وجہ بتائی اور آخر میں یہ فرمایا کہ (((((رمضان سے رمضان تک ہر ماہ میں سے تین دِن روزے رکھنا ہمیشہ مسلسل روزہ رکھنے کے جیسا ہے))))) یعنی سوموار کا روزہ رکھنے کی کوئی ترغیب بھی نہیں دِی، کوئی اضافی ثواب نہیں بتایا، جیسا کہ عرفات اور عاشوراء کے روزوں کا فائدہ بیان کرنے کے ذریعے اُن کی ترغیب دی ہے، تو اِس حدیث میں زیادہ سے زیادہ سوموار کو نفلی روزہ رکھنے کا جواز ملتا ہے، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش منانے کا،

میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں کے بیان کردہ فلسفے کے مُطابق ہونا تو یہ چاہیئے کہ یہ سب یعنی ان کے پیر اور مرید سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّت کے مُطابق ہر سوموار کا روزہ رکھیں اور خاص طور پر جس دِن کو اِنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کا دِن سمجھ رکھا ہے اُس دِن حلال و حرام کی تمیز ختم کر کے ڈھول ڈھمکا، رقص و قوالی اور گانوں کے راگ لگا لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذِکر

کرنے کی بجائے اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نافرمانی کرنے کی بجائے، اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے نام پر چندوں کے ذریعے ہر کس و ناکس کا مال کھانے کی بجائے روزہ رکھیں اور پھر لوگوں کے مال پر نہیں بلکہ اپنے ہاتھ کی حلال کمائی سے اُسے افطار کریں، لیکن!!! ایسا نہیں ہوتا کیونکہ یہ نفس پر بھاری ہے اور پہلے کام نفس کو محبوب ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا نام لے کر وہ کام پورے کیے جاتے ہیں جن کے ذریعے ذاتی خواہشات پوری ہوں، جی، میلاد منوانے اور منانے والوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ان خرافات کو جائز نہیں کہتے، لیکن اپنی ہی سجائی ہوئی محفلوں میں کچھ نام، اور کچھ انداز تبدیل کر کے کچھ اور طرح سے تسکین نفس کا سامان کر لیتے ہیں۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی آٹھویں دلیل

میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں کہ ''' ابو لہب نے حضور کی پیدائش کی خوشی میں اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا اور اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُسے جہنم میں پانی ملتا ہے، پس اِس سے ثابت ہوا کہ حضور کی پیدائش کی خوشی منانا باعثِ ثواب ہے '''

جواب :

یہ بات صحیح البُخاری، کتاب النکاح کے باب نمبر ۲۰ کی تیسری **حدیث کے ساتھ** بیان کی گئی ہے، اور **یہ حدیث نہیں بلکہ عروہ بن الزبیر کا قول ہے کہ**

و ثُویبَۃُ لِابی لھبٍ و کان ابو لھبٍ اعتقھا فارضعت النبیّ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، فلما مات ابو لھب اُرِیَہُ بعضُ اھلہِ بِشرِّ حِیبۃٍ، قال لہُ: ما ذا لَقِیتَ قال ابو لھب: لم الْقَ بعدَکُم، غیرَانی سُقِیتُ فی ھذہ بعتاقتی ثُویبَۃَ

اور اِس بات کو اِمام البیہقی نے سُنن الکبریٰ میں، کتاب النکاح کے باب " ما جاءَ فی قول اللّہ تعالیٰ وإن تجمعوا بین الاختین " میں اِلفاظ کے معمولی سے فرق سے نقل کیا ہے اُن کے نقل کردہ اِلفاظ یہ ہیں """ لم الْقَ بعدَکُم رخاءَ، غیرَانی سُقِیتُ فی ھذہ مِنی بعتاقتی ثُویبَۃَ و اشارَ اِلی النقیرۃ التی بین الإبھام و التی تلیھا مِن الاصابع """ ،

اور اِمام ابو عوانہ نے اپنی مسند میں " مبتداء کتاب النکاح و ما یشاکلہُ " کے باب " تحریم الجمع بین الاختین و تحریم نکاح الربیبۃ التی ھی تربیۃ الرجل و تحریم الجمع بین المراۃ وإبنتھا " میں اِن اِلفاظ کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا """ لم الْقَ بعدَکُم راحۃ، غیرَانی سُقِیتُ فی ھذہ النقیرۃ التی بین الإبھام و التی تلیھا بعتقی ثُویبَۃَ """

سب سے پہلی اور بُنیادی بات یہ ہے کہ یہ بات حدیث نہیں، بلکہ ایک تابعی کی بات ہے جو اِمام بُخاری رحمہ اللہ نے بلا سند بیان کی ہے، جسے تعلیق کہا جاتا ہے، اور یہ بات مجھ جیسا معمولی سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح البخاری میں جو کچھ تعلیقاً روایت کیا ہے وہ ان کی شرائط کے مطابق صحیح نہیں، چلیے قطع نظر اس کے کہ یہ روایت امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں صحیح تھی یا نہیں، **ذرا غور فرمایئے کہ اِس بات میں سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو لہب کے عذاب میں اپنی باندی آزاد کرنے کی نیکی کی وجہ سے کچھ نرمی کر دی، جیسا کہ ابو طالب کے عذاب میں کمی کر دی گئی، اِس بات سے کوئی بھی اِنکار نہیں کر سکتا کہ ابو لہب کافر تھا، اور کفر کی حالت میں ہی مرا، اور جب اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری دینے والی اپنی باندی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا تو اِس لیے نہیں کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پیدا ہوئے ہیں، بلکہ اِس خوشی میں کیا تھا اُس کے فوت شُدہ بھائی عبداللہ بن عبد المطلب کا بیٹا پیدا ہوا ہے، اگر اُسے اپنے بھتیجے کے رسول اللہ ہونے کی خوشی ہوتی تو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد یہ ابو لہب پہلے اِیمان لانے والوں میں ہوتا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بڑے مخالفین میں،**

اِمام ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے اِس بات کی شرح کرتے ہوئے """ فتح الباری شرح صحیح البُخاری """ میں لکھا """ السہیلی نے لکھا کہ یہ خواب عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہُ) نے دیکھا تھا """ پھر چند سطر کے بعد لکھا """ یہ خبر مُرسل ہے یعنی عروہ بن الزبیر نے یہ بیان نہیں کِیا کہ اُنہوں نے یہ بات کِس سے سُنی ، اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ یہ خبر مُرسل نہیں ، **پھر بھی اِس میں بیان کیا گیا واقعہ ایک خواب ہے اور جِس نے یہ خواب دیکھا، خواب دیکھنے کے وقت وہ کافر تھا مُسلمان نہیں** """

اور میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہُ نے یہ خواب اِسلام قبول کرنے کے بعد دیکھا تھا تو بھی خوابوں کے بارے میں اہلِ سُنّت والجماعت کا فیصلہ یہ ہی ہے کہ خوابوں میں کِسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہوتی ، یہ ایک دِینی مسئلہ ہے اور ایسا مسئلہ ہے جِس کا تعلق عقیدے اور عِبادت دونوں سے ہے ، دِین کے کِسی بھی مسئلے کا حکم جاننے کے لیے مندرجہ ذیل میں سے کِسی ایک چیز کی دلیل کا ہونا ضروری ہے :::

(۱) قرآن (۲) صحیح حدیث (۳) آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ،،،

""" اثر """ کا مطلب ہے نشانی ، یا نقشِ قدم ، اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے اقوال و افعال کو """ مصطلح الحدیث """ یعنی علمِ حدیث کی اصطلاحات میں """ آثار """ کہا جاتا ہے ، اور کچھ محدثین """ آثار """ کا اطلاق """ حدیث """ پر بھی کرتے ہیں ، اور اسکا عکس بھی استعمال ہوتا ہے ، (۴) اجماع (۵) اِجتہاد یا قیاس :::

عِبادت اور عقیدے کے مسائل میں اِجتہاد یا قیاس کی کوئی گنجائش نہیں ، اِس کے لیے قرآن اور صحیح حدیث دونوں یا دونوں میں سے کِسی ایک میں سے نصِ صریح یعنی واضح دلیل کا ہونا ضروری ہے اگر قرآن اور حدیث میں سے کوئی صریح نص یعنی بالکل واضح جواب نہ مل سکے تو پھر اجماع اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف توجہ کی جاتی ہے ، اور اِن تمام مصادر میں """ عید میلاد النبی """ منانے یا کرنے کی کوئی علامت تک بھی نہیں ملتی ، کِسی بات کو اپنی مرضی کے معنی یا مفہوم میں ڈھالنے کی کوشش سے حقیقت نہیں بدلتی ، بات ہو رہی تھی دینی احکام کے مصادر کی ، اہلِ تصوف کی طرف """ اِلہام یا خواب """ کو بھی دینی حکم لینے کی دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ، اور دلیل کے طور پر وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس فرمان کو پیش کرتے ہیں کہ ((((الرؤیا الصالحۃ جُزءٌ مِن ستۃ و اربعین جُزءاً مِن النَّبوۃِ ::: اچھا خواب نبوت کے چھیالس حصوں میں سے ایک حصہ ہے))))

یہ حدیث یقینا صحیح ہے ، لیکن !!! یہاں کچھ سوالات سامنے آتے ہیں کہ اچھا خواب کِس کا ہو گا ؟ کیا ہر شخص کا خواب ؟ اور کیا ہر خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ سمجھا جائے گا ؟؟؟ آیئے اِن سوالات کے جوابات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامینِ مُبارک میں سے ڈھونڈتے ہیں ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا :::

((((الرؤیا الصالحۃ جُزءٌ مِن ستۃ و اربعین جُزءاً مِن النَّبوۃِ ::: اچھا خواب نبوت کے چھیالس حصوں میں سے ایک حصہ ہے)))) یہ حدیث یقینا صحیح ہے ، لیکن !!!

یہاں کچھ سوالات سامنے آتے ہیں کہ اچھا خواب کِس کا ہو گا ؟ کیا ہر شخص کا خواب ؟

اور کیا ہر خواب نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ سمجھا جائے گا ؟

آیئے اِن سوالات کے جوابات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامینِ مُبارک میں سے ڈھونڈتے ہیں ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ((((الرؤیا الحَسنۃ مِن الرجُلُ الصالحُ جُزءٌ مِن ستۃ و اربعین جُزءاً مِن النَّبوۃِ ::: کِسی اِیمان والے کا خواب نبوت کے چھیالس حصوں میں سے ایک حصہ ہے)))) صحیح البُخاری /حدیث ۶۹۸۳/کتاب التعبیر/باب رقم ۲ کی پہلی حدیث

اور فرمایا ((((رؤیا المؤمن جُزءٌ مِن ستۃ و اَربعین جُزءاً مِن النَّبوۃِ ::: کِسی اِیمان والے کا خواب نبوت کے چھیالس حصوں میں سے ایک حصہ ہے)))) صحیح مُسلم ، /حدیث ۲۲۶۳ ،

اِن دونوں احادیث میں ہمارے مذکورہ بالا سوالات کے جوابات ہیں، اور وہ یہ کہ نہ تو ہر کسی کا خواب ماننے جانے کے قابل ہوتا ہے اور نہ ہی ہر خواب، بلکہ صرف پرہیزگار، اِیمان والے کا اچھا خواب، کسی کافر، مُشرک، بدعتی، یا بدکار مُسلمان وغیرہ کا نہیں،

اِمام ابن حجر نے صحیح البُخاری کی شرح """ فتح الباری """ میں اِس حدیث کی شرح میں اِمام القُرطبیؒ کا یہ قول نقل کیا """ سچا، مُتقی، پرہیزگار مُسلمان ہی وہ شخص ہے جس کا حال نبیوں کے حال سے مُناسبت رکھتا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے ذریعے نبیوں کو بُزرگی دی اُن میں سے ایک چیز غیب کی باتوں کے بارے میں کوئی خبر دینا ہے پس کسی سچے، مُتقی، پرہیزگار مُسلمان کو اللہ اِس ذریعے بُزرگی دیتا ہے (یعنی اُس کو سچا خواب دِکھاتا ہے) ، لیکن، کافر یا بدکار مُسلمان یا جس کا حال دونوں طرف مِلا جُلا ہو، ایسا شخص ہرگز اِس بُزرگی کو نہیں پا سکتا، اگر کسی وقت کسی ایسے شخص کو سچا خواب نظر بھی آئے، تو اُس کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی اِنتہائی جھوٹا آدمی بھی کبھی سچ بول ہی دیتا ہے، اور نہ ہی یہ بات درست ہے کہ ہر وہ شخص جو غیب کی کوئی بات بتاتا ہے اُس کی بات نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے، جیسا کہ جادوگر اور نجومی وغیرہ باتیں کرتے ہیں """

پس یہ بات واضح ہو گئی کہ کسی کافر، مُشرک، بدعتی، یا بدکار مُسلمان کا سچا خواب اُس کی بُزرگی کی دلیل بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اُسے دِین میں کسی عقیدے یا عِبادت کی دلیل بنایا جائے، سچے خواب تو یوسف علیہ السلام کے قیدی ساتھیوں اور اُس مُلک کے بادشاہ نے بھی دیکھے تھے اور وہ تینوں ہی کافر تھے، اب اللہ ہی جانے عباس رضی اللہ عنہ کا حالتِ کُفر میں دیکھا ہوا ایک خواب """ عید مِیلادُ النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم """ منانے والوں کے لیے دلیل کیسے بنتا ہے ؟؟؟

اِس خواب سے زیادہ سے زیادہ اِس بات کی دلیل لی جا سکتی ہے کہ کسی کافر کو بھی اُس کے اچھے عمل کا آخرت میں فائدہ ہو گا، اور یہ دُرست ہے یا نہیں یہ ہمارا اِس وقت کا موضوع نہیں، ہمارے لیے یہ بات صحیح احادیث کے ذریعے واضح ہو چکی ہے کہ کسی سچے، مُتقی، پرہیزگار اِیمان والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر سچا خواب دِکھایا جائے تو نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے، اور یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ شریعت کے حُکم لینے کے جن ذرائع پر ہمیشہ سے اہلِ سُنّت والجماعت کا اِتفاق رہا ہے اُن میں خوابوں یا اِلہامات کا کوئی ذِکر نہیں۔

پچھلے چند صفحات میں، میں نے کئی بار """اہلِ سُنّت والجماعت """ کے اِلفاظ اِستعمال کیئے ہیں، مُختصراً اُنکی وضاحت کرتا چلوں تا کہ پڑھنے والوں کو کوئی غلط فہمی نہ ہو، اِنشاء اللہ، """ اہلِ سُنّت والجماعت """ اُن کو کہا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّت کے پابند ہوتے ہیں اور اُس طرح پابند ہوتے ہیں جس طرح کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی، اپنی مَن گھڑت عبادات یا اپنے مَن گھڑت عقائد یا اپنے مَن گھڑت افکار و تشریحات اختیار کرنے والے """اہلِ سُنّت والجماعت """ نہیں ہوتے، اور نہ وہ ہوتے ہیں جو قُرآن اور حدیث کا نعرہ تو لگاتے ہیں لیکن اُن کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کا راستہ نہیں اپناتے بلکہ اُن کے اپنے ہی اِمام اور پیرانِ طریقت ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم کسی ضد اور تعصب کا شکار نہ ہوں اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے احکامات و فرامین کو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے قول و فعل کے مطابق سمجھیں، اور جو کچھ اُس کے مطابق نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت میں اُسے ترک کر دیں۔

= =

عید مِیلادُ النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی نویں دلیل

مِیلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں کہ """ مِیلاد شریف میں ہم حضور پاک کی سیرت بیان کرتے ہیں اور اُن کی تعریف کرتے ہیں نعت کے ذریعے اور یہ کام تو صحابہ بھی کیا کرتے تھے، تو پھر ہمارا مِیلاد منانا بدعت کیسے ہوا ؟ """

جواب :

جی ہاں یہ دُرست ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مدح کرتے تھے اور نعت کرتے تھے، لیکن کیا کبھی میلاد منوانے اور منانے والے مسلمانوں نے یہ بھی سوچا ہے کہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کے دِن کو خاص کر کے ایسا کرتے تھے ؟ یا کوئی خاص وقت اور طریقہ یا جگہ مقرر کیا کرتے تھے ؟؟؟ یا گانے بجانے والوں اور والیوں کے انداز بلکہ اُن کے گانوں کی لے وتال پر نعت گایا کرتے تھے ؟؟؟ یقیناً صحابہ رضوان اللہ علیہم ایسا نہیں کیا کرتے تھے، اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ایسا نہیں کیا کرتے تھے تو اِن لوگوں کا ایسا کرنا یقیناً بدعت ہے، رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نعت بیان کرنا تو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت کرنے والا ہر مُسلمان کرتا ہے، لیکن شرک و کفر کے ساتھ نہیں، جیسا کہ کچھ کی نعت بازی میں نظر آتا ہے، بر سبیل مثال یہ شعر مُلاحظہ فرمایئے، یہ بھی ایسی ہی ایک نعت کا حصہ ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے منہج کے خلاف ہو کر کی گئی ہے، اپنی منطق اور اپنے فلسفے کے مطابق کی گئی ہے :::

وہی جو مستویٰ عرش تھا خدا ہو کر ::: اُتر پڑا مدینے میں مُصطفیٰ ہو کر

اور صرف اسی پر بس نہیں اور بھی ایسے کئی اشعار اور اقوال ہیں جو صریح کفر او شرک سے بھرے ہوئے ہیں لیکن ان کو لکھنے، پڑھنے، سننے والے میرے مسلمان بھائی اور بہنیں ان کی حقیقت نہیں جانتے،

اِنّا للّٰہِ وإِنّا اِلیہ راجعون، کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعریف ومدح اِس طرح کیا کرتے تھے ؟ کہ اُنہیں اللہ بنا دیتے تھے ؟؟؟

کیا میرے اِن کلمہ گو بھائیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت زیادہ محبت ہے ؟؟؟

اگر ہاں، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح سنّت کی اتباع کیوں نہیں ہوتی، بلکہ ایسے کام کیے جاتے ہیں جِن کا کوئی ثبوت سُنّت میں ہے ہی نہیں، جیسا کہ اب تک کی بحث و تحقیق میں واضح ہو چکا، اور اِن شاءاللہ ابھی مزید وضاحت آگے کروں گا۔

=====================================

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی دسویں دلیل

میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں ''' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت میں اُنکی پیدائش کی خوشی مناتے ہیں، اور جو ایسا نہیں کرتے اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے کوئی مُحبت نہیں، وہ محروم ہیں '''، بلکہ اِس سے کہیں زیادہ شدید اِلفاظ اِستعمال کرتے ہیں ، جن کو ذِکر کرنا میں مُناسب نہیں سمجھتا،

جواب :

دِلوں کے حال اللہ ہی جانتا ہے، ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کی بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دِین ہم تک پہنچانے کے لیے اُنہیں مبعوث فرمایا، اور دِین دُنیا اور آخرت کی ہر خیر ہم تک پہنچانے کا ذریعہ بنایا، لیکن جب یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دُنیا سے اُٹھالیا، وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم وفات پا چکے، نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا، تو ساری خوشی رخصت ہو جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی وفات کا غم اُن کی پیدائش کی خوشی سے بڑھ کر ہے، کہ دِل نچڑ کر رہ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن میں سے بنائے جن کی زندگیاں اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّت کی عین اِتباع میں بسر ہوتی ہیں اور ہر بدعت سے ہمیں محفوظ فرمائے، اُن سے نہ بنائے جنہیں بدعات پر عمل کرنے کی وجہ سے روزِ محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حوض مبارک سے ہٹا دِیا جائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اُن کے لیے بددعا کریں گے،

چلتے چلتے یہ حدیث مبارک بھی ملاحظہ فرمایئے، اور بدعتِ حسنہ کے فلسفہ پر غور فرمایئے:::

اَنس بن مالک رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا (((((اِنِّی فَرَطُکُم عَلَیٰ الحَوضِ مَن مَرَّ عَلیَّ شَرِبَ و مَن شَرِبَ لم یَظمَاءُ اَبداً لَیَرِدُنَّ عَلیَّ اَقواماً اَعرِفُھُم و یَعرِفُونِی ثُمَّ یُحَالُ بینی و بینھُم فَاَقولُ اِنَّھُم مِنی ، فَیُقال ، اِنَّكَ لا تدری ما اَحدَثُوا بَعدَكَ ، فَاَقُولُ سُحقاً سُحقاً لِمَن غَیَّرَ بَعدِی::: میں تم لوگوں سے پہلے حوض پر ہوں گا جو میرے پاس آئے گا وہ (اُس حوض میں سے) پیئے گا اور جو پیئے گا اُسے (پھر) کبھی پیاس نہیں لگے گی، میرے پاس حوض پر کچھ الوگ آئیں گے یہاں تک میں اُنہیں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے (کہ یہ میرے اُمتی ہیں اور میں اُن کا رسول ہوں)، پھر اُن کے اور میرے درمیان کچھ (پردہ وغیرہ) حائل کر دیا جائے گا، اور میں کہوں گا یہ مجھ میں سے ہیں (یعنی میرے اُمتی ہیں، جیسا کہ صحیح مُسلم کی روایت میں ہے)، تو (اللہ تعالیٰ) کہے گا تُم نہیں جانتے کہ اِنہوں نے تمہارے بعد کیا نئے کام کیئے ، تو میں کہوں گا دُور ہو دُور ہو ، جس نے میرے بعد تبدیلی کی))))) ،

و قال ابن عباس سُحقاً بُعداً سُحیقٌ بَعِیدٌ سُحقۃٌ ، و اَسحقۃُ اَبعَدُہُ::: اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا::: سُحقاً یعنی دُور ہونا، صحیح البُخاری/حدیث ۶۵۸۳، ۶۵۸۴/کتاب الرقاق/باب فی الحوض، صحیح مسلم/حدیث۲۲۹۰، ۲۲۹۱/کتاب الفضائل/باب اِثبات حوض نبیّنا صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم و صفاتہ۔

محترم قارئین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِن فرامین پر ٹھنڈے دِل سے غور فرمایئے، دیکھیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اللہ کی طرف سے جو جواب دیا جائے گا اُس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنی اُمت کے اعمال نہیں جانتے، اور اللہ تعالیٰ نئے کام کرنے والوں کو حوضِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے ہٹوایں گے، اچھے یا برے نئے کام کے فرق کے بغیر، اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اللہ سے یہ سفارش کرنے کا ذِکر کیا کہ اچھے نئے کام یعنی '''بدعتِ حسنہ'''کرنے والوں کو چھوڑ دِیا جائے،،،، غور فرمایئے،،،، بدعت دینی اور بدعت دُنیاوی، یا یوں کہیئے، بدعتِ شرعی اور بدعتِ لغوی میں بہت فرق ہے اور اِس فرق کو سمجھنے والا کبھی''' بدعتِ حسنہ اور سیئہ''' کی تقسیم کو درست نہیں مانتا،

بدعت کے موضوع پر الگ سے کچھ گفتگو ہو چکی ہے اور تحریری صورت میں بھی میسر ہے، یہاں اس موضوع کو زیر بحث لا کر میں اپنی اس کتاب کے موضوع کو منتشر نہیں کرنا چاہتا، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ """ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم """ کے معاملے کو سمجھنے کے لیے اور اسی نوعیت کے ہر معاملے کو سمجھنے کے لیے ہمیں یقیناً بدعت کے بارے میں وہ سب معلومات ضرور جاننی اور سمجھنے چاہیں،

کوئی اِن سے پوچھے تو ::::: کیا معاذ اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور اُن کے بعد تابعین، تبع تابعین اور چھ سو سال تک اُمت کے کِسی عالم کو کِسی اِمام کو، نبی علیہ الصلاۃُ والسلام سے محبت نہیں تھی ؟؟؟

کیا مُحبت کے اِس فلسفہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نہ سمجھ پائے تھے کہ وہ اِس بات کو بنیاد بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کی عید مناتے، یا تابعین یا تبع تابعین، یعنی سُبحان اللہ عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں کو مُحبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا وہ مفہوم سمجھ میں آ گیا جو درست ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین تبع تابعین چھ ساڑھے چھ سو سال تک اُمت کے عُلماء اور ائمہ رحمہم اللہ جمیعاً بے چارے غلطی پر رہے ؟؟؟

اور مزید کہتا ہوں کہ :::

نہیں نہیں یہ عِشق نہیں ہے، جمع خرچ ہے زُبانی ::: وہ کیا عِشق ہوا، جس میں محبوب کی ہے نافرمانی
حُب ووفاء کو دِی صحابہ نے نئی تب وتابِ جاودانی ::: اور تُمہارا عِشق ہے اُن کے عمل سے رُو گردانی

(توجہ کیجیے گا کہ ،،، ان اشعار میں لفظ عِشق کتاب کے موضوع کی مناسبت سے استعمال کیا گیا ہے نہ کہ اس کے لغوی مفہوم کی نسبت سے)

= =

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی گیارھویں دلیل

عید میلاد منوانے اور پھر منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں '''' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت الیوم اکملت لکم دینکم۔تلاوت فرمائی۔تو ایک یہودی نے کہا: اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:: یہ آیت نازل ہی اسی دن ہوئی جس دن دو عیدیں تھیں۔(یوم جمعہ اور یوم عرفہ) مشکوٰۃ شریف صفحہ 121 ۔۔مرقات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال وجواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا، کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ مقرر ہیں اور ہمارے لئے کوئی تیسری عید منانا بدعت و ممنوع ہے۔بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ واقعی جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو خاص اس دن بطور یادگار عید منانا، شکر نعمت اور خوشی کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے علاوہ ازیں جلیل القدر محدث ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ ہر خوشی کے دن کے لئے لفظ عید استعمال ہوتا ہے، الغرض جب جمعہ کا عید ہونا، عرفہ کا عید ہونا، یوم نزول آیت کا عید ہونا ہر انعام و عطا کے دن کا عید ہونا اور ہر خوشی کے دن کا عید ہونا واضح وظاہر ہو گیا تو اب ان سب سے بڑھ کر یوم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے عید ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔

جواب :

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جو اثر یہ صاحبان ذکر کرتے ہیں، وہ واقعہ امیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ کا ہے جیسا کہ کتب ستہ، اور زوائد میں روایت ہے، اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات صرف """ سنن الترمذی """ میں روایت کی گئی ہے اور اِمام الترمذی نے خود کہا ہے کہ یہ روایت حسن غریب ہے،

اصولاً ہونا یہ چاہیئے کہ جو روایت زیادہ صحت مند ہے اُس کو دلیل بنایا جانا چاہیئے، **لیکن کیا کہوں کہ، صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی روایت کو سرسری انداز میں** """ مرقات شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال وجواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے """ **لکھنا، کیا ثابت کرنے کو کوشش محسوس ہوتی ہے !!! جبکہ صاحب مرقاۃ نے تو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کے بعد، پہلے امیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بخاری کے حوالے سے ذِکر کیا ہے، اور پھر طبرانی کے حوالے سے، لیکن ہمارے یہ بھائی بات کو کاٹ چھانٹ کر، آگے پیچھے کر کے کیوں لکھتے ہیں ؟؟؟ دِلوں کے حال اللہ ہی جانتا ہے، جو نظر آتا ہے ہر صاحب بصیرت سمجھ سکتا ہے۔**

قطع نظر اِس کے کہ یہ واقعہ امیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ کا ہے یا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا، **غور کرنے کی بات یہ کہ، یہودی کے جواب میں کیا ان دونوں صحابیوں میں سے کسی نے بھی یہ کہا کہ ہاں ہم بھی اِس دِن کو عید بنا لیتے ہیں ؟؟؟**

کیا کسی نے بھی یہ سوچا یا سمجھا کہ اگر یومِ عرفہ ، یوم عید ہو سکتا ہے تو میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم والا دِن بھی عید ہو سکتا ہے ، یا جس دِن کوئی خوشی یا کوئی نعمت ملی ہو اُس دِن عید منائی جا سکتی ہے ، تو خود سے اِس پر عمل کیوں نہیں کیا ؟؟؟

تیسری ، چوتھی اور پانچویں دلیل کے جواب میں رحمت و نعمت ملنے پر عید منانے کے بارے میں پہلے بات کر چکا ہوں ۔

قارئین کرام ، اِن دونوں صحابیوں رضی اللہ عنہما کے جواب پر غور فرمایئے ، یہودی نے کہا """ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اُس دِن کو عید بنا لیتے """ اُنہوں نے اُس یہودی کو دِن گنا کر بتایا کہ """ ہمیں پتہ ہے کہ یہ آیت کس دِن نازل ہوئی تھی لیکن ہماری عیدیں مقرر ہیں ، ہم اپنی طرف سے کوئی اور عید نہیں بنا سکتے """ ۔

مزید ، یہ کہ جلیل القدر محدث ملا علی القاری الحنفی رحمۃُ اللہ علیہ کی طرف سے لفظ """ عید """ ہر خوشی کے دِن کے لیے اِستعمال ہونے کا ذِکر کر کے اپنی عید میلاد کے لیے دلیل بنانا بڑا ہی عجیب و غریب معاملہ ہے ،

قطع نظر اِس کے کہ لفظ """ عید """ کا لغوی اور شرعی مفہوم کیا ہے ؟

اور قطع نظر اِس کے کہ دِین کے کسی کام ، عِبادت یا عقیدے کو اپنانے کے لیے اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی طرف سے واضح حکم درکار ہوتا ہے ، نہ کہ کسی کی کوئی بات ، اور قطع نظر اِس کے کہ عید ہونا اور عید منانا دو مختلف کیفیات ہیں ، اور اِن کا مختلف ہونا ہمیں لُغت اور شریعت میں قولاً و فعلاً ملتا ہے ، یہ بحث پھر کبھی اِن شاءاللہ ،

میں یہاں صِرف اِس بات پر افسوس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ عید میلاد منوانے والے بھائیوں نے کس طرح علامہ ملا علی القاری رحمہُ اللہ علیہ کی بات کو نامکمل اور سیاق و سباق کے بغیر لکھ کر اپنی بات اور عمل کے جائز ہونے کی دلیل بنایا ہے ،

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح / کتاب الصلاۃ /باب الجمعۃ /فصل الثالث ، میں علامہ ملا علی القاری رحمۃُ اللہ علیہ نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا :::

"قال الطيبي في جواب ابن عباس لليهوديّ إشارة إلى الزيادة في الجواب يعني ما تخذناه عيداً واحداً بل عيدين وتكرير اليوم تقرير لاستقلال كل يوم بما سمي به واضافة يوم إلى عيدين كاضافة اليوم إلى الجمعة أي يوم الفرح المجموع والمعنى يوم الفرح الذي يعودون مرة بعد أخرى فيه إلى السرور قال الراغب العيد ما يعاود مرة بعد أخرى وخص في الشريعة بيوم الفطر ويوم النحر ولما كان ذلك اليوم مجعولاً للسرور في الشريعة كما نبه النبي بقوله أيام منى أيام أكلٍ وشربٍ وبعال صار يستعمل العيد في كل يوم فيه مسرة"

یہاں کہیں بھی کوئی ایسی بات نہیں جسے عید میلاد کی دلیل بنایا جائے ، اگر ایسا ہوتا تو علامہ علامہ ملا علی القاری رحمۃُ اللہ علیہ اِس کا ذِکر کرتے ، نہ کہ لفظ ''' عید ''' کا معنیٰ و مفہوم بیان کرنے پر اِکتفاء کرتے ، جبکہ علامہ صاحب ۱۰۱۴ ہجری میں فوت ہوئے اور اُس وقت ''' عید میلاد ''' کی بدعت مُسلمانوں میں موجود تھی ، اور علامہ صاحب مسلکاً حنفی بھی تھے ، لیکن اِس کے باوجود اُنہوں نے یہاں اِس آیت اور عبداللہ ابن عباس یا عُمر رضی اللہ عنہم کے قول کو عید میلاد کی دلیل ہونے کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں کیا ، افسوس صد افسوس ، ضد اور تعصب میں اپنے ہی مسلک کے عُلماء پر یوں ظلم کیا جاتا ہے کہ اُن کی باتوں کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے جس طرح اُنہوں نے نہیں کہی ہوتیں ،

علامہ ملا علی القاری رحمۃُ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا اِلفاظ کے کچھ حصے کو اپنی بات کی دلیل بنانے والے اگر پوری بات کو سامنے لائیں تو اُن کے ہر پیروکار پر واضح ہو جائے کہ کس طرح عُلماء کی باتوں کو اپنی رائے اور بات کی دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ،

عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے مسلمان بھائی ، کم از کم یہ تو سوچیں کہ ، اگر اُن کی بیان کردہ منطق ، یعنی ، ہر خوشی اور نعمت والے دِن کا عید ہونا ، درست ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور یہ عُلماء کرام رحمہم اللہ ہر خوشی اور ہر نئی نعمت ملنے والے دِن کی عید مناتے ، اور شاید اِس طرح سال بھر میں سے

آدھا سال عیدیں ہی رہتیں، نبوت کے جھوٹے دعوی داروں کا خاتمہ، زکوۃ کی ادائیگی سے اِنکار کرنے والے کا قلع قمع، ہر نیا شہر، ہر نیا ملک فتح ہونا، فوج در فوج لوگوں کا مسلمان ہونا یہ سب اللہ کی نعمتیں ہی تو تھیں، غور تو کیجیئے کہ کتنی عیدیں ہوتیں ؟؟؟

لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، صدیوں تک اُمت کے علماء وائمہ رحمہم اللہ جمعیاً میں سے کس نے ایسی کوئی بھی عید منائی ؟؟؟

میں اِس بات میں کوئی شک نہیں رکھتا کہ عید میلاد منوانے اور منانے والوں کی اکثریت یہ سب بحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت میں کرتی ہے، لیکن افسوس اِس بات کا ہوتا ہے کہ اُن کا ایک انتہائی نیک جذبہ غیر مُناسب طور پر اِستعمال ہو رہا ہے، اور اُنہیں اُس کا احساس نہں ہو رہا،

سوچیے تو، محبت محبوب کی پسند کے مطابق اُس تابع فرمانی ہوتی ہے یا کچھ اور ؟؟؟

سوچیئے تو، اگر روز محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم آپ سے پوچھیں کہ دِین میں جو کام میں نے نہیں کیا، میرے خلفاء راشدین نے نہیں کیا، میرے صحابہ میں سے کسی نے نہیں کیا، آپ نے وہ کام کیوں کیا ؟؟؟

اللہ کے احکام اور میری باتوں کو جو تفسیر و تشریح میں نے بیان نہیں کی، نہ قولاً نہ عملاً، نہ میرے صحابہ میں سے کسی نے بیان کی، آپ نے وہ تفسیر و تشریح کیسے قُبول کر لی ؟؟؟

اللہ کے کلام کی تشریح کی ذمہ داری تو اللہ نے مجھے سونپی تھی اور اللہ کے حکم سے میں یہ ذمہ داری پوری کر آیا تھا، پھر اللہ کے کلام کی نئی نئی تشریح اور عِبادت کے نئے نئے طور طریقے آپ نے کہیں اور سے کیوں لیے ؟؟؟

کیا جواب دیں گے، یا رسول اللہ ہمارے عُلما کہا کرتے تھے، یا، ہماری کتابوں میں لکھا گیا تھا، یا، ہم سوچا کرتے تھے کہ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو ایسا کیوں نہیں، اور کر لیا کرتے تھے،

یقین مانئے اللہ کی شریعت مکمل ہونے کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اِس دُنیا فانی سے واپس بلوایا گیا، اور اُن کے بعد کسی پر وحی نازل نہیں ہوئی، نہ ہی وہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کوئی باطنی شریعت، یا خاندانی شریعت چھوڑ کر تشریف لے گئے، اللہ کا ہر حکم صاف اور واضح طور پر قولاً و عملاً بیان فرما کر گئے، اگر آپ اِس پر اِیمان رکھتے ہیں، اور مجھے پوری اُمید ہے کہ یقیناً اِیمان رکھتے ہیں، تو پھر عید میلاد منانا اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعلیمات میں کہیں نہیں ہے، تقاضاء محبت اطاعت و فرمانبرداری ہے، جہاں جو بات اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعلیمات کی موافقت رکھتی ہے قُبول فرمایئے، اور جو نہیں رکھتی ترک کر دیجئے یہ ہی اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے حقیقی محبت ہے

= =

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی بارھویں دلیل

عید میلاد منوانے اور پھر منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں """ یہ مُسلمانوں کا ایک ہی ایسا عالمی تہوار ہے، اور کافر اِس تہوار کو روکنا چاہتے ہیں لہذا عید میلاد سے منع کرنے والے کافروں کے آلہ کار ہیں"""

جواب:

اِس کا جواب""" عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا آغاز""" میں ملاحظہ فرمایئے، (آگے آرہا ہے)

==

عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منانے والوں کی تیرھویں دلیل

عیدمیلاد منوانے اور پھر منانے والے میرے کلمہ گو بھائی کہتے ہیں""صحابہ کے زمانے میں محبتِ رسول اور عظمتِ رسول کے مختلف انداز کی ضرورت تھی لہذا اُنہوں نے وہ اپنائے، اور بعد کے زمانوں میں ضرورت مختلف ہوئی پس ہم نے یہ انداز اپنائے، اور یوں بھی اسلام کے پہلے تین دور، ایمان سازی، تربیت، جہاد وغیرہ پر مشتمل تھے لہذا اُن زمانوں کے لوگ اِس طرف توجہ نہیں کر پائے""۔

جواب:

اِس کا جواب"" عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شرعی حیثیت"" میں ملاحظہ فرمایئے (آگے آرہا ہے)

==

عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا آغاز

قُران و سنّت، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال کی روشنی میں، عیدمیلاد منوانے اور ماننے والے بھائیوں کے دلائل کا جواب آپ پڑھ چکے، اب اِس عیدمیلاد کی شرعی حیثیت کے بارے میں بات کرنے سے پہلے آیئے تاریخ کے دریچوں میں جھانک کر بھی دیکھ لیا جائے:::

کیا آپ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ کام کب، کہاں اور کس نے اور کیوں شروع کیا تھا؟

یہ بات تو پوری طرح سے واضح ہو چکی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین، اُمت کے ائمہ و علماء رحمہم اللہ جمعیاً کی طرف سے قران کی کسی آیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے کسی فرمان، سابقہ انبیاء علیہم السلام کے کسی واقعہ، کا زُبانی یا عملی طور پر ایسا کوئی مفہوم بیان نہیں ہوا جِس کو بُنیاد بنا کر''' عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منائی''' جائے، پس اس عید کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا، پھر بھی آیئے ذرا تاریخ کی کتابوں میں جھانک کر دیکھیں:::

اِمام عبدالرحمان بن اِسماعیل المقدسیّ کی کتاب''' الباعث علیٰ البدع والحوادث''' کے محقق بشیر محمد عیون نے لکھا::: """میلاد منانے کی بدعت سب سے پہلے فاطمیوں نے شروع کی، اُن کے پاس پورے سال کی عیدیں ہوا کرتی تھیں، وہ لوگ نئے سال کی عید، عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، علی، فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم اجمعین، کی عید میلاد اور خلیفہء وقت کی عید میلاد منایا کرتے تھے، اور اِسکے علاوہ نصف رجب کی رات، شعبان کی پہلی اور آخری رات، رمضان کی پہلی، درمیانی، اور ختمِ قرآن کی رات، فتح خلیج کا دِن، نوروز کا دِن، غطاس کا دِن، غدیر کا دِن، یہ سب عیدیں اور راتیں وہ لوگ''' منایا''' کرتے تھے پھر ایک فاطمی وزیر افضل شاہنشاہ آیا جس نے چار عیدیں میلاد کی بند کر دیں، یعنی میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، میلادِ علی اور میلادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا، اور میلادِ خلیفہءِ وقت، پھر المامون البطائحی نے خلیفہ الآمر باحکام اللہ کے دور میں اِن میلادوں کو دوبارہ چالو کیا، یہاں تک سلطان صلاح الدین الایوبی کی خلافت قائم ہوئی تو یہ تمام کی تمام عیدیں، میلادیں، راتیں وغیرہ بند کر دی گئیں، لیکن اربل کے حکمران مظفر الدین کوکبری ابو سعید نے جو سلطان صلاح الدین ایوبی کی بہن ربیع کا خاوند تھا اپنے ایک سرکاری مولوی عمر بن محمد موصلی کی ایما پر ۶۵۰ ہجری میں دوبارہ اِس بدعت کا آغاز کیا۔"""

تو اِس تاریخی حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اُمتِ اسلام میں''' عیدمیلادیں''' منانے کی بدعت ایک فاطمی، عبیدی، المعز الدین اللہ معد بن المنصور اِسماعیل کے دور میں شروع ہوئی، اور اِسکا دورِ حکومت ۳۴۱ ہجری سے شروع ہوتا ہے، (تاریخ الخلفاء جلد ۱/صفحہ ۵۲۴/فصل الدولۃ الخبیثیۃ

العبیدیۃ / مؤلف اِمام عبدالرحمان السیوطی / مطبوعہ مبطع السعادۃ / مصر) اور اِس کے باپ اِسماعیل کی نسبت سے ہی اِن فاطمی عبیدیوں کو اِسماعیلی بھی کہا جاتا ہے ،

کچھ مورخین ''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' کی بدعت کا آغاز فاطمیوں کے دور سے نہیں بلکہ اربل کے حکمران الکوکبری کے دور سے ہونا زیادہ صحیح قرار دیتے ہیں ،

پہلی بات زیادہ مضبوط ہو یا دوسری ، دونوں صورتوں میں یہ بات یقینی ہے کہ ''' عید میلاد ''' نام کی کوئی چیز اللہ کی شریعت مکمل ہونے کے کم از کم ۳۴۱ ہجری تک مُسلمانوں میں کہیں نہ تھی ،

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ کسی خاص واقعہ کے دِن کو ''' تہوار ''' بنانا یہود و نصاریٰ اور دیگر کافر قوموں کی عادت تھی اور ہے ، اور اِسلام میں وہ سارے عیدیں اور تہوار منسوخ کر کے مُسلمانوں کے لیے دو تہوار ، دو عیدیں دی گئیں اور اُن کے علاوہ کوئی تہوار ، یا عید منانے کے لیے نہیں دِی گئی ، جیسا کہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ ُ سے روایت ہے کہ ''''' اہلِ جاھلیت (یعنی اِسلام سے پہلے مشرکوں اور کافروں) کے کھیلنے (خوشی منانے) کے لیے سال میں دو دِن تھے ، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو فرمایا ((((كان لَكُم يَومَانِ تَلعَبُونَ فِيهِمَا وقد اَبدَلَكُم الله بِهِمَا خَيرًا مِنهُمَا يوم الفِطرِ وَيَومَ الاضحَى ::: تُم لوگوں کے لیے کھیلنے (خوشی منانے) کے دودِن تھے اور اللہ نے تُمارے اُن دو دِنوں سے زیادہ خیر والے دِنوں سے بدل دِیا ہے اور وہ خیر والے دِن فِطر کا دِن اور اضحیٰ کا دِن ہیں)))) سنن النسائی / حدیث ۱۵۵۶ / کتاب صلاۃ العیدین ، السلسۃ الاحادیث الصحیحۃ / حدیث ۱۰۶۱ ،

اور پھر کم از کم تین سوا تین سو سال تک اُمت نے اِن دو عیدوں کے عِلاوہ کوئی عید نہیں ''''' منائی ''''' ، اِس حدیث سے پہلے ذِکر کیے گئے تاریخی حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میلاد منانا مسلمانوں میں یہودیوں کے روحانی پیروکار فرقے (الفاطمین) کی طرف سے داخل کیا گیا ، **یہ فاطمین وہ ہی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے ابو بکر ، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالیاں نکلوانا ، مسجدوں کے دروازوں پر اِن تینوں کے لیے لعنت کے اِلفاظ لکھوانا ، اپنے آپکو سجدے کروانا ، اور کئی دیگر مشرکانہ کام شروع کروائے ، اور جب صلاح الدین ایوبی علیہ رحمۃ اللہ نے اِنکو عیسائیوں کے ساتھ سازش کرنے کی سزا کے طور پر مصر سے نکالا تو یہ ایران اور ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں پھیل گئے ، اور آج دُنیا میں یہ لوگ اسماعیلی کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں اور اِنکا کفر کِسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔**

ہماری یہاں تک کی بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ ، اِسلام کی اب تک کی تاریخ یعنی 1428 سالہ تاریخ میں سے ساڑھے چھ سو سال اِس بدعت کی کوئی خبر نہیں دیتے ، اگر کِسی کے پاس اِسکے عِلاوہ کوئی خبر ہو تو مجھے آگاہ کرے ، حیرت صد حیرت کہ اتنے لمبے عرصے تک ایک دو نہیں ، دس سو نہیں ، ہزاروں لاکھوں نہیں کڑوڑں نہیں ، بلکہ اربوں مسلمانوں میں سے کسی کو بھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یوم پیدائش ''' منایا ''' جانا چاہیئے ؟

(یہاں سے عید میلاد منوانے اور منانے والوں کی بارہویں دلیل کا جواب بھی شروع ہوتا ہے) اب عید میلاد منوانے اور منانے والے ، منع کرنے والوں کو عیسائیوں اور کافروں کی طرح مسلمانوں کی عالمی خوشی منانے میں روکاوٹ جانتے ہیں ، بے چارے شاید یہ تاریخ نہیں جانتے ، اگر جانتے تو سمجھ جاتے کہ ، ''' عید میلاد ''' یا کسی بھی اور بدعت سے روکنے والے عیسائیوں اور کافروں کا وار روکنے کی کوشش کرتے ہیں ، کیونکہ شیطان اور اُس کے پیروکار کفار و مشرکین کے واروں میں سے یہ بھی ہے کہ ''' حُبِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' کے مثبت اور مطلوب جذبے کو منفی اور غیر مطلوب راہ پر چلا کر وہ مسلمانوں میں تفریق پیدا کی جائے ،

رہا معاملہ مسلمانوں کے عالمی اجتماعی جشن کو روکنے کا تو کفار ایسا کر چکے ہیں ، دیکھ لیجیے مسلمانوں میں قمری تاریخوں میں اختلاف پیدا کر کے ، وہ اپنا یہ مقصد حاصل کر چکے ہیں ، اللہ کے دیئے ہوئے بے مثال نظام کو مسلمانوں میں پراگندہ خیال کر کے وہ مسلمانوں کو اس حال تک لا چکے ہیں ہیں اس معلومات کی

منتقلی اور تکنیکی عُلوم کے جدید ترین دور میں بھی مسلمان ایک ہی مدار پر ایک ہی رات میں نکلنے والے ایک ہی چاند کو دو دو تین تین دِن کے وقفوں میں دیکھنا مانتے ہیں اور اپنی تاریخ ایک نہیں کر پاتے، ایک ہی بستی میں روزہ بھی رکھا جارہا ہوتا ہے اور عید بھی کی جارہی ہوتی ہے، اس حال تک پہنچانے کے بعد ''' عید میلاد ''' مختلف دِنوں میں ہو یا ایک دِن، یا سِرے سے ہو ہی نہ، کفار کو اِس سے کیا غرض، اُن کی غرض و غایت تو ''' عید میلاد ''' ہونا ہے، تا کہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبھا الصلاۃُ و السلام، محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نافرمانی کرتی رہے اور اُسے ''' محبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' سمجھ کر کرتی رہے، چاند اور تاریخوں کی بات پھر کبھی سہی، اِن شاءَ اللہ۔

= =

::::::::::::::::ایک ضروری بات::::::::::::::::

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تاریخ پیدائش کے بارے میں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول ہے، تو یہ ایسی بات ہے جِسے محدثین، محققین نے رد کیا ہے، اِمام الالبانی نے، اِمام ابنِ کثیر کی ''' سیرتِ نبویہ ''' کی تخریج و تحقیق کی اور ''' صحیح سیرتِ نبویہ ''' تیار کی، اِس میں اُنہوں نے لکھا کہ '''' تاریخ ولادت کے بارے میں جتنے بھی اقوال ہیں سب کے سب علم مصطلح الحدیث کی کسوٹی پر عیب دار ہیں، سوائے اُس روایت کے جو اِمام مالک نے صحیح سند سے نقل کی ہے اور وہ روایت بتاتی ہے کہ ::: ''' تاریخ ولادت آٹھ ربیع الاول ہے '''

الاِمام المحدث عبدالرحمان السھیلی (وفات ۵۸۱ ہجری) نے ''' الروض الأنف/مطبوعہ دار احیاالتراث الِاسلامی/بیروت/لبنان ''' میں لکھا کہ ''' بارہ ربیع الاول والی روایات کا مدار زیاد بن عبداللہ البکائی نامی راوی ہے، جو کہ ضعیف ہے ''' جیسا کہ اِمام محمد بن احمد بن عثمان شمس الدین الذہبی نے ''' من تکلم فیہ ''' میں بیان کیا۔

اور مزے کی بات جو کہ اِمام محمد بن محمد ابنِ خلکان (وفات ۶۸۱ ہجری) نے ''' وفیات الاعیان/ترجمہ ۵۴۷/جز ۴/صفحہ ۱۱۸/مطبوعہ دارالثقافۃ/بیروت/لبنان ''' میں میلادالنبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نشر کرنے والے مظفر الدین الکوکبری ابو سعید کے بارے میں بیان کی کہ ''' ایک سال آٹھ ربیع الاول کو اور ایک سال بارہ ربیع الاول کو میلاد کیا کرتا تھا کیونکہ یہ دو مختلف روایات ہیں '''

میلاد ''' منوانے اور منانے ''' والے میرے کلمہ گو بھائیوں سے یہ پوچھا جانا چاہیئے کہ وہ کس بُنیاد پر بارہ ربیع الاول کو ہی درست تاریخ جانتے ہیں؟

اِمام السھیلی نے ''' الروض الانف ''' میں لکھا کہ ''' رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تاریخ وفات کے بارے میں صحیح اور حق بات یہ ہی ہے کہ وہ بارہ ربیع الاول ہے '''

میلاد ''' منوانے اور منانے ''' والے مسلمانوں سے یہ پوچھیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش زیادہ بڑی خوشی ہے یا اُن کا دُنیا سے رخصت ہو جانا زیادہ غم و اندوہ ؟؟؟ جواب سے وہ خود ہی اپنی محبت رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا اندازہ فرمالیں۔

= =

::::::: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شرعی حیثیت :::::::

سابقہ مراسلات میں، قُران و صحیح سنّت، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال، تابعین تبع تابعین، اُمت کے اِماموں رحمہم اللہ تعالیٰ جمعیاً کے اقوال و افعال کی روشنی میں اور تاریخ کا مطالعہ کرتے کرتے یہاں تک کی بات سے یہ واضح ہو جاتا کہ، ''' عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ''' منوانے اور منانے والے بھائیوں کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جِس کے ذریعے وہ اپنے اِس کام کو قُران اور سنّت میں سے، صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے اقوال و افعال میں سے، یا کسی ایک بھی صحابی رضی اللہ عنہ کے کسی قول و فعل سے، یا اُمت کے کسی عالم کے قول و فعل سے ثابت کر سکیں، بلکہ پوری اُمت میں تقریباً ساڑھے تین سو سال تک کسی عید میلاد کی کوئی خبر تو کیا، بات تو کیا، کہانی بھی نہیں ملتی، اور پھر جو خبر ملتی ہے تو وہ بھی ایک

ایسے گمراہ فرقے کے ایک حکمران کی بارے میں جسے آج تک اہل سنّت والجماعت کے تمام مکاتب فکر متفقہ طور پر خارج از اِسلام جانتے ہیں، یعنی فاطمی فرقہ جسے اب اِسماعیلی کہا جاتا ہے،

پس یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پیدائش کے دِن کو کسی طور پر بھی ''' تہوار، عید ''' بنانا دِین میں نیا کام ہے کیونکہ ایسا کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سُنّت میں، نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سُنّت میں، بلکہ یہ کام سراسر خِلافِ سُنّت ہے اور جو بھی عقیدہ، عِبادت، دِین سے متعلقہ کام، سُنّت کے خِلاف ہو، سُنّت میں اُس کی کوئی دلیل نہ ملتی ہو، اُسے ہی بدعت کہا جاتا ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے، کسی بدعت کو اچھا اور کسی بدعت کو بُرا کہنے کی کوئی گنجائش نہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا فیصلہ ہے ::: ((((فَإِنَّ مَن يَعِيشُ مِنكُم فَسيَرى إختلافاً كثيراً ، فَعَلِيكُم بِسُنَّتِي وَ سُنَّة الخُلفاءِ الراشدِينَ المهديِّينَ ، عضُّوا عليها بالنَواجذِ ، وَإِيَّاكُم وَ مُحدَثاتِ الاَمُورِ ، فَإِنَّ كُلَّ بِدعَةٍ ضَلالَةٌ ، وَكُلَّ ضَلالةٍ فِي النَّارِ ::: پس تُم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، تو تُم پر میری اور ہدایت یافتہ، ہدایت دینے والے خلفاء کی سُنّت فرض ہے اُسے دانتوں سے پکڑے رکھو، اور نئے کاموں سے خبردار، بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے)))) صحیح ابن حبان /کتاب الرقاق، صحیح ابن خُزیمہ /حدیث ۱۷۸۵/کتاب الجمعہ /باب ۵۱، سُنن ابن ماجہ /حدیث ۴۲/باب ۶، مُستدرك الحاكم حديث ۳۲۹، ۳۳۱

::::: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ::::: ((((مَن عَمِلَ عملاً لَيس عَلَيهِ امرُنا فَهُو ردٌ ::: جِس نے ایسا کام کیا جو ہمارے معاملے کے مُطابق نہیں ہے وہ رد ہے)))) صحیح البُخاری /کتاب بدء الوحی /باب ۲۰، صحیح مُسلم /حدیث ۱۷۱۸،

یعنی ہر وہ کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے کاموں کے مُطابق نہیں وہ کام کرنے والے پر مردود ہے، اور عید میلاد منوانے اور منانے والے میرے کلمہ گو بھائیوں، بہنوں کے ہوائی، فلسفانہ دلائل کی کوئی دلیل نہیں، نہ قرآن میں، نہ سُنّت میں، نہ صحابہ کے قول و فعل میں ہے، قران کی جن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی جن احادیث اور صحابہ کے جن اقوال کو اپنے طور پر اپنی تفسیر اور اپنی شرح میں ڈھال کر، دلیل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اُن کا جواب گذر چکا ہے، اور مزید یہ کہ نہ ہی ہم اہلِ سُنّت والجماعت کے کسی بھی اِمام کی طرف سے اِس کام یعنی عید میلاد منانے کا کوئی ذِکر وارد ہوا ہے۔

اور تو آپ چھوڑیئے، اُن کو دیکھیئے، جِن کو کچھ مُسلمان """ اِمام اعظم """ کہتے ہیں، جب کہ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی ہے کہ اُن کی بجائے کِسی اور کو اِمام اعظم کہا جائے، اور ایسا کرنے والے میرے وہ کلمہ گو بھائی ہیں جو """ عِشق اور عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے واشگاف دعویٰ دار ہیں، پھر جب اُنہیں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کا دعویٰءِ """ عشق """ کے بطلان کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو """ امام اعظم """ کہتے ہیں، تو وہ اس دعوے سے بھی بڑھ کر عجیب و غریب تاویلات پیش کرتے ہیں، اور عربی کی اس کہاوت کے مصداق دِکھائی دیتے ہیں کہ """ العُذر أقبح مِن الذِنب ::: بہانہ بازی گناہ سے زیادہ بری چیز ہوتی ہے """ ہے، بہر حال اِس وقت ہمارا موضوع یہ نہیں ہے،

جی تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اِمام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ رحمۃُ اللہ کی طرف دیکھیئے کیا اُن کو بھی قُرآن کی اِن آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پیر کو روزہ رکھنے کی، عباس رضی اللہ عنہُ کے ابو جھل کے بارے میں دیکھے ہوئے خواب کی، زمانے اور وقت کے مُطابق محبت و عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اندز اظہار میں تبدیلی کرنے کی وہ وجہ اور ضرورت سمجھ نہیں آئی جو عید میلاد منوانے اور منانے والے اِن صاحبان جو کہ اِمام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں، کو آ گئی، جبکہ ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ نہ تو حکومت کرنے والوں میں سے تھے اور نہ ہی جہاد کرنے والوں میں کہ اِن کاموں میں مشغول رہنے کی وجہ سے """ میلاد """ کی طرف توجہ نہ فرما سکے، جیسا کہ """ میلاد """ منوانے اور منانے والے بھائی فلسفہ پیش کرتے ہیں ؟؟؟ اور اگر اِمام ابو حنیفہ رحمۃُ اللہ علیہ کو بھی وہی سمجھ آئی تھی اور وہی ضرورت محسوس ہوئی تھی تو انہوں نے میلاد کیوں نہیں منائی ؟؟؟ یا کم از

کم کوئی بات ہی """ میلاد """ کے بارے میں کہی ہوتی ؟؟؟اور اگر اُنہیں سمجھ نہیں آئی تھی تو پھر اُن کی اِمامیت کیسی ؟؟؟ پھر تو جِن کو اُن کے بعد یہ سمجھ آئی وہ اُن سے بڑے اِمام ہوئے ؟؟؟ یعنی یہ شاگرد یا مُرید بھائی اپنے ہی اِمام کے اِمام ہو گئے ؟؟؟ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ۔

اللہ امام ابو حنیفہ پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے ، چاروں اِماموں میں سے سب سے زیادہ مظلوم اِمام ہیں ، کہ اُن کے اپنے ہی پیرو کار اُن سے اُن کی فقہ کے نام پر وہ کچھ منسوب کرتے ہیں جو اُن جیسے متقی اور صالح اِمام کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا ،

(یہ مذکورہ بالا آخری پیرا گرافس میالد منوانے اور منانے والے بھائیوں کی تیرہویں دلیل کا جواب بھی ہیں)

:::::: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ((((فَإِنَّ اصدَقَ الحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ ، وَ خَيرَ الهُدَى هُدَى مُحمَّدٍ ، وَ شَرَّ الامورِ مُحدَثَاتُهَا ، وَ كُلَّ مُحدَثَةٍ بِدعَةٌ ، وَ كُلَّ بِدعَةٍ ضَلاَلَةٌ ::: پس بے شک سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھی ہدایت محمد کی ہدایت ہے ، اور کاموں میں سب سے بُرا کام نیا بنایا ہوا ہے ، اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)))) صحیح مُسلم / حدیث ۸۶۷ ،

:::::: ایک اور روایت جس میں مزید فرمایا کہ (ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے) کا ذکر ابھی تھوڑی دیر پہلے کر چکا ہوں

:::::: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ((((مَن احدَثَ فی اَمرِنا هذا مَا لَيسَ فِيهِ فَهو رَدٌّ ::: جِس نے ہمارے اِس کام (یعنی دِین) میں ایسا نیا کام بنایا جو اِس میں نہیں ہے تو وہ کام رد ہے)))) صحیح البخاری / حدیث ۲۶۹۷ / کتاب الصلح / باب ۵ ۔

غور فرمایئے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اس فرمان میں ہر وہ کام مردود قرار دیا گیا ہے جو دِین میں نہیں ہے ، کچھ لوگ کہتے ہیں ::: جو کام دِین میں سے نہیں وہ بدعت ہو سکتا ہے ، اور فلاں فلاں کام تو دِین میں سے ہیں ، جیسے ذِکر کرنا ، عید منانا ، وغیرہ :::

جی ہاں یہ کام دِین میں سے ہیں ، لیکن جب یہ کام ایسے طور طریقوں پر کیے جائیں جو دِین میں نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یہ مذکورہ بالا حکم لاگو ہوتا ہے ، """ دِین میں سے ہونا """ اور """ دِین میں ہونا """ دو مختلف کیفیات ہیں ، کسی کام (قولی و فعلی ، ظاہری و باطنی ، عقیدہ ، اور معاملات کے نمٹانے کے احکام وغیرہ) کا دِین میں سے ہونا ، یعنی اُس کام کی اصل دِین میں """ جائز """ ہونا ہے ، اور کسی کام کا دِین میں ہونا ، اُس کام کو کرنے کی کیفیت کا دِین میں ثابت ہونا ہے ،

مَن گھڑت ، خود ساختہ طریقے اور کیفیات دِین میں سے نہیں ہیں ، ذِکر و اذکار ، عید ، صلاۃ و سلام ، یہ سب دِین میں تو ہیں ، لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ """ اِن کو کرنے کی کون سی کیفیت اور ہیئت دِین میں ہے ؟؟؟"""

قُران کی آیات کا اپنی طرف سے تفسیر و شرح کرنا ، ، صحیح ثابت شدہ سُنّت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کی موافقت کے بغیر اپنی طرف سے معنی و مفہوم نکالنا اور اُس کو بُنیاد بنا کر عِبادات و عقائد اخذ کرنے سے کوئی کام عبادت اور کوئی قول و سوچ عقیدہ نہیں بن سکتے ، نہ ہی کچھ حلال و حرام کیا جا سکتا ہے ، نہ ہی کچھ جائز و ناجائز کیا جا سکتا ہے ، نہ ہی کسی کو کافر و مشرک و بدعتی قرار دیا جا سکتا ہے ، اور نہ ہی ایسے بلا دلیل اور ذاتی اراء و فہم پر مبنی اقوال و افعال و اَفکار دِین کا جُز قرار پا سکتے ہیں ، وہ یقیناً دِین میں نئی چیز ہی قرار پائیں گے ، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بدعت قرار فرمایا ہے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے مذکورہ بالا اِن فرامین کے بعد دِین میں کِسی بھی نئے کام یعنی بدعت کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ، """ ہر """ بدعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے گمراہی قرار دِیا ہے ، کسی بدعت کو اچھا یعنی بدعتِ حسنہ کہہ کر جائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ، اور میں کہتا ہوں کہ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سئیہ کی تقسیم بذات خود ایک بدعت ہے ۔

اِمام الالکائی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا کہ :::

((((كُلّ بدعة ضلالة وإن رآها النّاس حسنة ::: ہر بدعت گمراہی ہے خواہ لوگ اُسے اچھا ہی سمجھتے ہوں)))) ، صحابہ رضی اللہ عنہم سے اِس موضوع پر بہت سے فرامین صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں ، اِنشاء اللہ کبھی اُن کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی سعی کروں گا ،

اِمام الشاطبی رحمہُ اللہ نے اپنی معروف کتاب ''' الاعتصام ''' میں ابن ماجشون سے نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے اِمام مالک علیہ رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ''' جِس نے اِسلام میں نیا کام گھڑا اور (اُس کام کو) اچھی بدعت سمجھا تو گویا اُس نے یہ خیال کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ((((الیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم ::: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا) لہٰذا جو اُس دِن (یعنی جِس دِن آیت نازل ہوئی)))) لہٰذا جو اس دِن دین نہیں تھا (جب دِین مکمل ہو جانے کے بارے میں یہ اللہ کا یہ فیصلہ نازل ہوا) وہ آج دِین نہیں ہو سکتا '''

بدعت کے بارے میں کچھ بات دسویں دلیل کے جواب میں کی جا چکی ہے۔

::::: آخری بات :::::::

محترم قارئین ؛ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جِن کو سمجھ آنا ہو گی وہ اب تک یہ سمجھ چکے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی پیدائش کے دِن یا کِسی بھی اور خاص واقعہ رونما ہونے کے دِن کو کسی بھی طور پر ''' تہوار ، عید ''' بنا کر منانا اِسلامی طریقہ نہیں ، اور جب یہ اِسلامی طریقہ نہیں تو آپ خود ہی بتایئے یہ کام دِین کا حصہ کیسے ہو سکتا ہے ؟؟؟ اور اگر دِین کا حصہ نہیں اور یقینا نہیں تو اِس پر اجر و ثواب کہاں ؟؟؟ بلکہ دِین سمجھ کر کرنے والے پر عتاب ضرور ہو گا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صاف اور صریح احکامات کی خلاف ورزی کر رہا ہے ، جیسا کہ جلیل القدر تابعی سعید بن المُسیب رحمہُ اللہ کا فتویٰ ہے ،

جو کہ اِمام البیہقی نے اپنی ''' سنن الکبری ''' میں صحیح اسناد کے ساتھ نقل کیا کہ :::

''' سعید بن المُسیب نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ فجر طلوع ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھتا ہے اور اِس نماز میں خوب رکوع اور سجدے کرتا ہے تو سعید نے اُسے اِس کام سے منع کیا ،

اُس آدمی نے کہا """ یا اَبَا مُحَمَّدٍ یُعَذِّبُنِی اللہُ عَلَی الصَّلَاۃِ ::: اے ابا محمد کیا اللہ مجھے نماز پر عذاب دے گا ؟ """ تو سعید رحمۃُ اللہ علیہ نے جواب دِیا """ لَا وَلَکِن یُعَذِّبُکَ اللہ بِخِلَافِ السُّنَّۃِ ::: نہیں لیکن تمہیں سُنّت کی خِلاف ورزی پر عذاب دے گا """ سنن البیہقی الکبریٰ / حدیث ۴۲۳۴ / کتاب الصلاۃ / باب ۵۹۳ مَن لم یصل بعد الفجر إلا رکعتی الفجر ثم بادر بالفرض ، کی آخری روایت ، اِمام الالبانی نے " إرواء الغلیل جلد ۲ ، صفحہ ۲۳۴ " میں اِس روایت کو صحیح قرار دِیا ،

قارئین کرام ، یہ میرا نہیں ، دو چار سو سال پہلے بنے ہوئے کسی """ گستاخ فرقے """ کا نہیں ، ایک تابعی کا فتویٰ ہے ، اِس پر غور فرمایئے ، اور بار بار فرمایئے ، اتباعِ سُنّت ، محبت و عظمتِ رسول کے اظہار کا صحیح اور ہمیشہ سے انداز ہے نا کہ کچھ اور ،

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ہر ہر سُنّت کو پہچاننے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر اُس کام کو جاننے اور پہچاننے اور اُس سے بچنے اور کم از کم اُس پر اِنکار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے جو سُنّت کے خِلاف ہے۔

میں نے بدعت کے موضوع کو وقت اور جگہ کی کمی کی وجہ سے طویل نہیں ہونے دِیا ، اگر کسی پڑھنے والے کے دِل و دِماغ میں کوئی سوال یا شک ہو تو میری درخواست ہے کہ وہ خاموش نہ رہے بلکہ اپنے سوال یا شک کا اظہار کرے ، تا کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس کا شک رفع کیا جائے۔

عید میلاد النّبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ثبوت میں ، پہلے ذکر کی گئی باتوں کے علاوہ ، اگر کسی کے پاس ، قُران ، صحیح ثابت شدہ سُنّت ، اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کے اقوال و افعال میں سے کوئی ثبوت ہو تو عنایت فرمائے ، اِن مندرجہ بالا تین کسوٹیوں ، پر جو بات پوری نہیں اترتی وہ """ اہلِ سُنّت والجماعت """ کے لیے قابلِ قبول نہیں ، اور یہ ہی منہج اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ والسلام علیکم۔

طلبگارِ دُعاء آپ کا بھائی ، عادِل سُہیل ظفر ،

= =

:::::::: میم نامہ :::::::: بجواب ::: کیا کیا فضیلتیں ہیں محمد کی میم میں :::

کُچھ عرصہ پہلے کِسی نے میرے برقی خطوط کے جواب میں ایک نظم اِرسال کی ، جِس کا عنوان تھا""' کیا فضیلتیں ہیں محمد کے میم میں ""' اور اِس کے ساتھ میرے لیے یہ پیغام بھی تھا""' تُم لوگ حضور پاک سے مُحبت نہیں رکھتے بلکہ تُم لوگ گُستاخ ہو اور تُم لوگ اَصل علم اور اُس کی رمزیں نہیں جانتے ، تُم لوگ وہ ہو جو مسلمانوں کو حضور کی عظمت و محبت سے دور کر کے رکھنا چاہتے ہو ، یہ نظم پڑھ ، شاید تُم کو کچھ سمجھ آ جائے""' ،

الحمدُ للہ ، قطع نظر اِس کے کہ پیغام میں لغتاً کتنی غلطیاں تِھیں ، اور ادباً کتنا نارواانداز تھا ، میں نے اُس نظم کو پڑھا اور مجھے سمجھ بھی آ گئی اور اللہ نے اُس کا جواب لکھنے کی توفیق بھی عطاء فرمادی ، لیکن جب یہ جواب ""' کیا فضیلتیں ہیں محمد کے میم میں ""' بھیجنے والے کو اِرسال کیا گیا تو اُس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دِیا گیا ، چونکہ ""' کیا فضیلتیں ہیں محمد کے میم میں ""' میلاد منانے والے طبقے کی طرف سے ہے ، میں یہاں بھی اُسے اور اُس کے جواب ""' میم نامہ ""' کو اِس لیے نقل کر رہا ہوں کہ کئی لوگوں پر شاعرانہ پیرائے میں بیان کی گئی بات زیادہ اَثر کرتی ہے ، شاید اللہ تعالیٰ اِسے بھی کِسی ایسے کی ہدایت کا سبب بنا لے ۔

::: پہلے مُلاحظہ فرمایئے ::: کیا فضیلتیں ہیں محمد کے میم میں :::

ہے آمنہ میں میم حلیمہ میں میم ہے — محراب میں ہے میم تو منبر میں میم ہے

احرام میں ہے میم تو زم زم میں میم ہے — منار میں ہے میم تو مسجد میں میم ہے

مُجھ میں اگر ہے میم تو تُم میں بھی میم ہے — میلاد میں ہے میم تو محفل میں میم ہے

پیغام میں ہے میم تو پیمبر میں میم ہے — اِیمان میں ہے میم تو مُسلم میں میم ہے

کیا کیا فضیلتیں ہیں محمد کی میم میں

اسلام میں ہے میم تو مذہب میں میم ہے — نماز میں ہے میم تو کلمہ میں میم ہے

رحمان میں ہے میم تو رحمت میں میم ہے — محبوب میں ہے میم تو محبت میں میم ہے

احمد میں ہے میم تو محمد میں میم ہے — مُرید میں ہے میم تو مُرشد میں میم ہے

کیا کیا فضیلتیں ہیں محمد کی میم میں

نماز میں ہے میم تو کلمہ میں میم ہے — آدم میں ہے اگر میم تو موسیٰ میں میم ہے

حامد میں میم ہے تو مدثر میں میم ہے — علی میں میم نہ سہی مولا میں میم ہے

مکے میں میم ہے تو مدینے میں میم ہے — اِس میم کا ہے راز الف لام میم ہے

اب ملاحظہ فرمایئے، ::::::: مِیم نامہ ::::::: بجواب ::: کیا کیا فضیلتیں ہیں محمد کی میم میں :::

" م " اِک حرفِ محض کے سِوا کُچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کُچھ نہیں
اِطاعت گر نہیں تو مُحبت کا دعویٰ کُچھ نہیں
پیروی ءِ سُنّت نہیں تو محبت ءِ رسول اللہ کُچھ نہیں
مخالفتِ محبوب ہو تو نعرہ ءِ وفاء کُچھ نہیں
موافقتِ قُرآن و سُنّت نہیں تو سِوائے جفاء کُچھ نہیں
مُطابقتِ قولِ اللہ و رسول نہیں تو کلام و فلسفہ کُچھ نہیں
یقین و عمل بر معنیٰ نہیں تو تسبیحِ لا اِلہ اِلّا اللہ کُچھ نہیں

محمد میں " م " ہیں دو، ح بھی ہے اور دال بھی
تُم نے صِرف " م " پر ہی کمان کیوں ڈال دِی
بِنا لحاظِ فارسی ، سنسکرت اور عربی
کوئی بھی " م " کِسی " م " پر جڑ دِی

میں بھی دیتا ہوں کچھ مثالیں اِسی طرح
بن پڑے تُم سے تو جواب دو کِسی طرح

رحمان میں ہے م تو ھنومان میں بھی م ہے	قُرآن کریم میں ہے م تو رامائن میں بھی م ہے
محمد میں ہے م تو رام میں بھی م ہے	مسجد میں ہے م تو مندر میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے " م " تو تُم میں بھی " م " ہے بتاؤ تو کیا ! تُمہاری " م "، میری " م " ہے	
اِسلام میں ہے م تو مسیحیت میں بھی م ہے	مسلمان میں ہے م تو مسیحی میں بھی م ہے

مُلّاں میں ہے م تو مومن میں بھی م ہے	اِیمان میں ہے م تو بے اِیمانی میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمھاری "م"، میری "م" ہے	
اِمام میں ہے م تو مقتدی میں بھی م ہے	حرام میں ہے م تو مُباح میں بھی م ہے
مکروہ میں ہے م تو مُستحب میں بھی م ہے	مقبول میں ہے م تو مردُود میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمھاری "م"، میری "م" ہے	
عُمر میں ہے م تو مائیکل میں بھی م ہے	عثمان میں ہے م تو منوہر میں بھی م ہے
معاذ میں ہے م تو منوج میں بھی م ہے	فاطمہ میں ہے م تو مَیری میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمھاری "م"، میری "م" ہے	
مُرشد میں ہے م تو مُرید میں بھی م ہے	معلم میں ہے م تو تلمیذ میں بھی م ہے
مخدوم میں ہے م تو خادم میں بھی م ہے	ممدوح میں ہے م تو مذموم میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمھاری "م"، میری "م" ہے	
محنتی میں ہے م تو نکمّے میں بھی م ہے	شرم میں ہے م تو بے شرمی میں بھی م ہے
مرد میں ہے م تو مُخنث میں بھی م ہے	مذکر میں ہے م تو مؤنث میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمھاری "م"، میری "م" ہے	
حاکم میں ہے م تو محکوم میں بھی م ہے	مالک میں ہے م تو مملوک میں بھی م ہے
مالدار میں ہے م تو مُفلس میں بھی م ہے	رحم میں ہے م تو ظلم میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے	

بتاؤ تو کیا! تُمہاری "م"، میری "م" ہے	
مٹھاس میں ہے م تو نمکین میں بھی م ہے	متواضع میں ہے م تو متکبر میں بھی م ہے
معلوم میں ہے م تو مجہول میں بھی م ہے	مخالف میں ہے م تو موافق میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمہاری "م"، میری "م" ہے	
شمس میں ہے م تو قمر میں بھی م ہے	سمندر میں ہے م تو نَم میں بھی م ہے
آسمان میں ہے م تو زمین میں بھی م ہے	عقلمند میں ہے م تو اِحمق میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمہاری "م"، میری "م" ہے	
مخرج میں ہے م تو مدخل میں بھی م ہے	مُنتہیٰ میں ہے م تو مُبتدائی میں بھی م ہے
مرہم میں ہے م تو زخم میں بھی م ہے	دائم میں ہے م تو مؤقت میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمہاری "م"، میری "م" ہے	
محبوب میں ہے م تو مغضوب میں بھی م ہے	مکشوف میں ہے م تو محجوب میں بھی م ہے
چمک میں ہے م تو ماند میں بھی م ہے	کامل میں ہے م تو نامکمل میں بھی م ہے
مُجھ میں ہے "م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤ تو کیا! تُمہاری "م"، میری "م" ہے	
محمود میں ہے م تو سومنات میں بھی م ہے	تعمیر میں ہے م تو تدمیر میں بھی م ہے
متکلم میں ہے م تو اِبکم میں بھی م ہے	مولا میں ہے م تو مولیٰ میں بھی م ہے

مُجھ میں ہے"م" تو تُم میں بھی "م" ہے بتاؤتو کیا ! تُمہاری"م"، میری "م" ہے
نہیں محتاج علی، مُرتضٰی یا مولا کی م کا
بِنا اِس کے ہی تھا مالک صفاتِ عظیم کا
حیرت ہے ! کہنے کو تُو ہے مُسلمان
نہیں ہے مگر تجھے اپنے مولا کی پہچان
صِرف اللہ ہی مولا ہے اُسکا جو ہے صاحبِ اِیمان
یہی سِکھاتا ہے ہمیں اللہ اور رسول کا فرمان
کِس فلسفے میں بھٹک رہا ہے تو اے نادان
سیکھ حدیثِ رسول اور اللہ کا قُرآن
اِن شاءَاللہ نہ ہو گا تجھے کوئی نُقصان
بات اگر تُو لے عادِل کی مان

==

:::::::: وہ اور تُم ::::::::

آ دیکھ اپنے اسلاف کے اِیمانِ با عمل کی تصویر
دشت و صحرا دریا و بیاباں چہار سُو نعرہ ءِ تکبیر
وہ کہ بدلتی تھی جن کی تلوار قوموں کی تقدیر
نیست و نابود کی شّرک و کُفر کی ہر تصویر

تھے ہر وقت وہ کُفر سے دست وگریباں
تُو کہ ہر وقت اُس سے ہے دست گیر
آزاد ہوئے، دلیر ہوئے، ہوئے جہاناں وجہانگیر
پہنی جو لآ اِلہَ اِلّا اللّٰہ کی زنجیر

کاٹے گئے جلائے گئے، گئے سینوں میں پِروئے تیر
پکارا نہ کِسی کو نہ داتا نہ غوث نہ دستگیر
نہ ہوئے کِسی قبر کے مجاور نہ کِسی خانقاہ کے فقیر
تھا اِیمانِ کامل کہ اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلّ شَیٍ ءٍ قَدِیر

اب تُو ہے کہ تجھے دیکھ کر میں ہوں دلگیر
آنکھ تو خشک ہے مگر دِل بہاتا ہے نیر
تُو کہ تیرے ہاتھ میں نہ تلوار نہ کمان نہ تیر
ہاں نظر آتے ہیں تیرے پاس معازف ومزامیر

آہن پوشی چھوڑی لگا پہننے کمخواب و حریر
فرشِ زمیں گوارہ نہیں چاہتا ہے ریشمی سریر
تُو کہ یاد نہیں اقوالِ رسول نہ فرمانِ رب الکبیر
ہاں بُھولتا نہیں قصہءِ سسّی پُنوں، رانجھا و ہیر
آہ تیرے اقوال وافعال کہ اِک دُوجے کی نکیر
بات کرتا ہے سُنّت کی پہن کر تصوف کی زنجیر
رہتی تھی روح اُن کی سرشار تلاوتِ قُرآن سے
تیری روح کو ملتی ہے غذا طربِ ءِ شیطان سے
دِل و دِماغ اُنکے تھے چسپاں رسول کے فرمان سے
کلاسیکل کہیں اور کہیں پاپ ھٹتا نہیں تیرے دھیان سے

محبت ءِرسول در اَطاعت ءِرسول ٹپکتا تھااُنکے اَعمال سے
تیرا عِشق ءِرسول کہ نکلتا نہیں پیرومُرشد کے مقال سے
کِیا کرتے تھے وہ نعتِ ءِرسول اپنی زُبانِ ءِحال سے
تو کہ پڑھتا ہے نعت گویّوں کی لے وتال سے
آ پلٹ آ، اور لے اَپنا راستہ اُن کا دِیاجِنھوں نےحُب ووفاء کوبے مثل اِنداز نیا
مقصدِ ءِحیات تھاجن کاسُرخرُوئی ءِدِین ءِاللہ اللہ نے آزمایا تھاجِن کے دِلوں کا تقویٰ
چُن کراُن کو پھر، بنایااپنے حبیب کے صحابہ چلادے ہمیں بھی اُن کی راہ پراے سچے مولا
کرتاہے ہر دم عادِل تجھ سے یہ دُعا